ناولٹ

فائزہ افتخار

آٹھویں قسط

Downloaded From
Paksociety.com

READING Section

WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY
FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1
PAKSOCIETY

"کیا؟... طلاق؟" امی حق دق رہ گئیں۔
"اور یہ خناس یقیناً" تم نے بھرا ہو گا رضوان کے دماغ میں ورنہ یہ بات کرنے سے پہلے وہ مجھ سے مشورہ ضرور کرتے۔"
"ابو نے جو کیا ٹھیک کیا... لیکن میں سالار سے طلاق کا مطالبہ کرنے کے حق میں نہیں' نہ اس کے فیصلے کا انتظار کر کے ہنی کا اور وقت ضائع کرنا چاہتا ہوں۔ اس کی جانب سے خلع کا کیس کرنے کے لیے میں نے وکیل سے بات کرلی ہے۔" میری بات پہ امی سر پکڑ کے بیٹھ گئیں۔
"یا خدایا... ہمارے خاندان میں آج تک کسی کو طلاق نہیں ہوئی کجا کہ لڑکی خود اپنے منہ سے مانگے۔"
"کسی کو تو پہل کرنی ہے ناں۔" اب تک چپ بیٹھی تانیہ سے رہا نہ گیا اور وہ کہہ اٹھی... حالانکہ میں نے اسے سختی سے دخل نہ دینے کا کہا تھا۔
"چلیں ہانی ہی بارش کا پہلا قطرہ بنیں گی۔ اس فیملی میں آگے ہونے والی ڈائی ورسز کے لیے۔" اس کی بے تکی بات امی کو مزید تپا گئی۔
"کیا فضول باتیں ہو رہی ہیں یہاں شادی والے گھر میں... کل سے شادی کی تقریبات شروع ہو جائیں گی اور تم لوگ یہ نحوست پھیلا رہے ہو۔"
"میں صرف ہنی کی زندگی سے نحوست دور کرنا چاہ رہا ہوں۔"
"دیکھو! سعد' یہ میرے گھر کی پہلی خوشی ہے... میرے اکلوتے بیٹے کی شادی... میں کسی قسم کی بدمزگی نہیں چاہتی۔ اب یہ طلاق کا لفظ کسی کے منہ سے نہ نکلے۔"
"مگر امی..."
"دیکھو... صرف ایک ہفتہ مانگ رہی ہے تمہاری ماں تم سے... بلکہ تین چار دن... جو ہو گا' تمہاری شادی کے بعد ہو گا پہلے نہیں اور یہ میرا فیصلہ بھی ہے اور میرا حکم بھی۔"
ان کے اس فیصلے کے پیچھے ان کا کون سا خوف تھا وہ میں بخوبی سمجھ رہا تھا مگر جتا نہ پایا چپ رہا۔ اور ان سے کچھ کہے بغیر وہ خلع کے کاغذات لیے ہنی کے پاس آ گیا۔
"تمہیں بس ان پہ سائن کرنے ہیں ہنی۔" وہ گھبرائی ہوئی تھی۔
"نہیں سعد... تائی امی کا کہنا ہے کہ..."
"ہنی پلیز... میں امی سے بحث نہیں کرنا چاہتا... مگر میں اس کام میں تاخیر بھی نہیں چاہتا... سالار ایک ذہنی مریض ہے وہ کبھی تمہیں آسانی سے آزاد نہیں کرے گا۔ تم نے خود بتایا ہے کہ وہ تمہیں تکلیف دے کر سکون محسوس کرتا ہے۔"
"کچھ دن کی تو بات ہی سعد۔ اگر تائی امی چاہتی ہیں کہ یہ سب شادی کے بعد ہو تو کیا حرج ہے۔"
"میں ان کا مقصد اور خوف بخوبی سمجھ رہا ہوں۔ انہیں شادی میں بدمزگی کا نہیں... کسی اور بات کا ڈر ہے۔" میری پھیکی مسکراہٹ پہ وہ چونکی۔
"کیسا ڈر؟"
"کچھ نہیں۔" میں ٹال گیا... اب اسے کیا کہتا۔
"تم بس ان پہ سائن کرو... میرا وکیل انہیں سالار تک پہنچا دے گا... اور وہ کون سا تیار بیٹھا ہو گا تمہیں آسانی سے رہا کرنے کے لیے کچھ وقت تو لگے گا' امی کی بات بھی رہ جائے گی۔"
میرے تسلی دینے پہ بھی وہ تذبذب کا شکار ہی نظر آ رہی تھی۔
"ہنی کیا تمہیں لگتا ہے کہ میں کبھی تمہارے ساتھ کچھ غلط کر سکتا ہوں۔ یا ہونے دے سکتا ہوں؟"
"نہیں۔" تو بھروسا رکھو یہ تمہاری بہتری کے لیے ہی ہے۔ دل سے ہر طرح کا وسوسہ نکال کر مضبوط بن کے یہ فیصلہ کرو۔"
اس کے سامنے کاغذات رکھ کے میں باہر نکلا تو وہاں خالہ بتول' مہ پارہ پھوپھو اور دوسری مہمان رشتے دار خواتین کے ساتھ یہی معاملہ ڈسکس کر رہی تھیں۔
"عورت کی مضبوطی بس خلع اور طلاق کا فیصلہ لینے تک ہوتی ہے اس کے بعد وہ کچی ریت کی دیوار کی طرح ڈھے جاتی ہے۔" یہ خالہ بتول کا فلسفیانہ بیان

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

تھا۔
"لیکن خالہ۔۔۔ اس کا حق تو اللہ نے دیا ہے۔"
"اور اللہ نے ہی اسے ناپسند بھی فرمایا ہے۔" خالہ نے فوراً" اعتراض کرنے والی کو گھرکا۔
"اور پھر دنیا میں جو ان گنت جھوٹے خدا ہم نے بنا رکھے ہیں' ان کو نہ بھولو۔۔۔ یہ دنیا کہاں جینے دیتی ہے اکیلی عورت کو۔"
"اکیلی کیوں خدانا خواستہ؟" مہ پارہ پھوپھو تیز لہجے میں بولیں۔
"ہم سب ام ہانی کے ساتھ ہیں۔"
"کون سب؟" خالہ نے اسے طنزیہ نظروں سے گھورا۔
"اور کب تک' یہ سعد جو اچھل اچھل کے شور مچا رہا ہے طلاق کا۔۔۔ کل شادی کر کے اپنی آدھی انگریز بیوی کے ساتھ ولایت چلا جائے گا۔ نائلہ کے چہرے پہ میں ابھی سے خوف دیکھ رہی ہوں' چاچا جی دو پل کے مہمان۔۔۔ اور تم۔۔۔ تم کیا ساتھ دو گی؟ تم تو اپنے جوگی بھی نہیں۔ خود کے لیے کہہ سکی کچھ۔" پھوپھو افسردہ ہو کر سر جھکا کے رہ گئیں۔
"مگر پھوپھو۔۔۔ تو کیا وہ بے چاری پھر سے وہاں۔۔۔ یہ تو ظلم ہو گا۔"
"طلاق دلوانا ظلم پہ ظلم ہو گا۔۔۔ ساری عمر اس حویلی میں گھٹ کے رہ جائے گی۔ وہاں سالار کے سدھرنے کی امید تو رہے گی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کل کو بال بچہ ہونے کے بعد انسان بن جائے۔ یا کم از کم ام ہانی ہی اولاد میں بہل جائے۔۔۔ یہاں کیا رکھا ہے؟ یہاں غیروں کی لڑکی لانے کی روایت تو پڑ ہی گئی۔۔۔ مگر صدیوں بعد ابھی کئی صدیاں اور لگیں گی غیروں کو لڑکی دینے کے لیے۔"
میں ان کی باتیں سن کر سوچ میں پڑ گیا۔
"ہاں۔۔۔ یہ بھی ٹھیک ہے خالہ۔۔۔ خاندان میں کہاں کوئی جوڑ ہے ام ہانی کے لیے اور طلاق کے بعد تو بالکل بھی امید نہیں' ہائے۔۔۔ بے چاری۔"
بوجھل قدموں کے ساتھ میں وہاں سے جانے لگا۔

☆ ☆ ☆

"زیتون۔۔۔ حلیمہ کہاں ہو سب کی سب۔۔۔ بہت کام ہے آج۔۔۔ اور تم سب پتا نہیں کہاں منہ چھپا کے بیٹھی ہو ہڈ حرام کہیں کی۔" مہ پارہ شور مچاتی پکارتی پھر رہی تھیں۔ سامنے سے آتی تانیہ پہ نظر گئی تو نئی فکر لاحق۔
"ارے۔۔۔ ارے تم کیوں یوں بے مہار گھوم رہی ہو۔ آج مایوں ہے تمہاری۔"
"وہ تو رات کو ہے پھوپھو۔"
"ہاں مگر تمہیں اب یوں کھلے سر اور منہ کے ساتھ یہاں وہاں نہیں پھرنا چاہیے۔ مایوں کی دلہن پردے میں بیٹھتی ہے۔"
"پردے میں؟"
تانیہ نے ہونق سی ہو کے کھڑکیوں سے لٹکتے بھاری پردوں کو دیکھا تو مہ پارہ سر پیٹ کے رہ گئیں۔
"یہ والے پردے نہیں بنو! دوسرا پردہ۔۔۔ مطلب اب کوئی تمہارا چہرہ نہ دیکھے نہ تم کسی کو نظر آؤ جب تک شادی نہیں ہو جاتی۔" اس نئے فرمان پہ وہ اور متوحش ہو گئی۔
"اوہ نو۔۔۔ مجھے تو ڈیڈ سے اتنی ضروری بات کرنی تھی۔ اب کیا ہو گا؟"
"ارے۔۔۔ ان سے تھوڑا ہی ہو گا پردہ۔۔۔ تم اپنے کمرے میں بلوا لو انہیں۔" تبھی اسلم ٹی شرٹ کے ساتھ برمودا پہنے وہاں آ نکلے۔
"تانیہ۔۔۔ میسج کیا تھا تم نے۔۔۔ خیریت۔" ان کا حلیہ دیکھ کے مہ پارہ نے سٹ پٹا کے منہ ہی منہ میں کچھ بڑبڑاتے ہوئے رخ پھیر لیا۔
"جی ڈیڈ۔۔۔ ایک بات کرنا تھی۔"
"یہ آپ کو کیا ہوا محترمہ؟" اسلم صاحب بیٹی کے بجائے منہ پھیر کے کھڑی مہ پارہ کی جانب متوجہ تھے۔
"کیا میرے حسن کی تاب نہیں لا سکیں آپ؟"
"آپ حویلی میں ایسے آدھے کپڑوں کے ساتھ نہ گھوما کریں اسلم صاحب۔۔۔ یہاں خواتین بھی ہوتی ہیں۔" انہوں نے ناگواری برملا جتا دی۔
"پہلی بات تو یہ ہے کہ آپ مجھے اسلم صاحب نہ کہا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کریں۔ سیم.... اونلی سیم.... اب کہیے پارہ جی۔"
"میرا نام پارہ نہیں.... مہ پارہ ہے۔"
"مگر آپ کا پارہ تو ہمیشہ ہائی رہتا ہے اور ویسے بھی مجھے مکمل نام پکارنے کی نہ عادت ہے.... نہ ہی پسند ہے۔"
"اور مجھے یہ پسند نہیں کہ کوئی میرا نام بگاڑے۔" وہ پیر پٹختی چلی گئیں تو اسلم صاحب کو بلاوجہ ہنستے دیکھ کے تانیہ کہنے لگی۔
"کیوں ستاتے ہیں آپ انہیں؟"
"اچھا لگتا ہے۔" وہ سادگی سے کہنے لگے۔
"اور جب یہ محترمہ چڑتی ہیں تو اور بھی اچھا لگتا ہے۔"
"یو نو ڈیڈ (آپ جانتے ہیں نا).... میری اور سعد کی پہلے بالکل بھی دوستی نہیں تھی۔ ہم میں اکثر جھگڑا رہتا تھا اور ہمیشہ میری ہی وجہ سے ہوتا تھا.... میں جان بوجھ کے اسے ستاتی تھی۔ وہ چڑ جاتا تھا.... اور مجھے احساس ہوا کہ اس کا چڑنا مجھے اچھا لگتا ہے۔"
تانیہ کی باتوں سے وہ جھینپ سے گئے اور تانیہ سوچتی اور کچھ کریدتی نظروں سے انہیں دیکھتی مزید کہہ گئی۔
"اور پھر.... سعد بھی اچھا لگنے لگا۔"
اب کے وہ باقاعدہ گھبرا گئے۔
"یہ تھی وہ ضروری بات؟"
"ارے نہیں نہیں.... وہ بھی کرتی ہوں آئیں تو سہی۔" وہ ان کا ہاتھ تھام کے اپنے کمرے میں لے جانے لگی۔

☼ ☼ ☼

"ایک ضروری بات کرنی ہے تم سے۔"
ام ہانی دروازے کی جانب پشت کیے الماری سے کچھ نکال رہی تھی کہ نائلہ کی سنجیدہ اور سرد آواز پہ پلٹی۔
"جی...."
نائلہ کی نگاہوں میں بھی وہی سرد مہری سنجیدگی تھی

"کیا رضوان اور سعد نے تمہیں بتایا ہے کہ سالار کا جواب کیا ہے؟ وہ تمہیں طلاق دینے پہ آمادہ نہیں ہے۔"
"کسی کے بتائے بغیر بھی میں ان کا جواب جانتی ہوں۔"
"اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ وہ اب بھی صلح صفائی چاہتا ہے۔ نہ رشتہ توڑنا چاہتا ہے۔ نہ گھر' عموماً" یہ سوچ عورت کی ہوتی ہے۔ مگر وہ مرد ہو کے ایسا چاہ رہا ہے تو تم عورت ہو کے کیوں گھر توڑنے پہ تلی بیٹھی ہو۔ تمہیں اسے ایک موقع ضرور دینا چاہیے۔"
"ایک اور موقع؟" وہ خوف زدہ ہو گئی۔
"یعنی ایک بار پھر اس زنداں میں.... اس عقوبت خانے میں جانا.... نہیں تائی امی.... ایک بار قدم باہر نکالنے کے بعد میں پھر سے وہاں گئی تو وہ مجھے مار ہی ڈالیں گے۔ آپ نہیں جانتیں کہ وہ کتنے خطرناک انسان ہیں۔"
"اگر وہ اتنا ہی خطرناک انسان ہے تو تم نے اپنے اور اس کے جھگڑے میں میرے بیٹے کو کیوں ڈالا؟" نائلہ کی آواز غصے سے بلند ہو گئی۔
"خدانا خواستہ اس نے سعد کو کوئی نقصان پہنچا دیا تو؛ یا پھر خلع کے پیپرز ملتے ہی عین شادی والے دن یہاں آ کے کوئی ہنگامہ کیا تو کتنا تماشا بنے گا۔ دیکھو میں نے اسی لیے یہ معاملہ شادی تک التوا میں ڈالنے کے لیے کہا تھا کہ شادی خیریت سے ہو جائے' سعد تانیہ کو لے کر واپس چلا جائے تو تو میں خود سالار کو یہاں بلا کے فیصلہ کراتی ہوں۔ تمہاری مرضی نہیں ہے۔ گھر بسانے کی تو ٹھیک ہے.... مہ پارہ کی طرح تم بھی بیٹھی رہنا ساری عمر اس حویلی میں.... مگر سعد کی تانیہ سے شادی ہونے تک میں ایسا کچھ نہیں ہونے دوں گی۔"

☼ ☼ ☼

"سعد.... سعد۔" اپنی عادت کے عین مطابق وہ ایک ہنگامے کے ساتھ میرے کمرے میں داخل

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ہوئی۔

"یار... تم مجھے مرواؤ گی۔" میں اس کے دندناتے ہوئے اندر گھسنے پہ گھبرا اٹھا۔

"تم پھر سے میرے روم میں' نکلو باہر... کم از کم آج کا دن تو احتیاط کر لو... پھوپھو یا امی نے دیکھ لیا تو۔"

"مگر مجھے ابھی اس وقت تم نے ضروری بات کرنا ہے۔"

"کیسی بات؟"

"بیٹھو تو..." میرا ہاتھ تھام کے اپنے سامنے بٹھاتے ہوئے وہ پورے جوش و خروش سے بتانے لگی۔

"تمہیں یاد ہے سعد... تم نے کیا کہا تھا کہ تمہیں یہ دیکھ کر افسوس ہوتا ہے کہ اس حویلی کی روایات مردوں کے لیے تو کمزور پڑ گئی ہیں مگر عورتوں کے لیے اب بھی ویسی کی ویسی ہیں۔"

"ہاں..." میں کچھ نہ سمجھا کہ عین مایوں والے دن یہ ذکر کیسا...

اور میں نے یہ کہا تھا کہ صرف ان کی حالت پہ افسوس کرنے سے کچھ نہیں ہو گا... تمہیں ان کے لیے کچھ کرنا چاہیے۔"

"ہاں... یاد ہے اور تمہاری یہ بات واقعی میرے دل کو لگی تھی۔"

"تو بس اب عملی قدم اٹھانے کا وقت ہے۔"

"مطلب؟"

"ارے یار... میں تمہاری پھوپھو کی شادی اپنے ڈیڈ سے کرانا چاہتی ہوں۔"

"تانیہ..." میں کرنٹ کھا کے اٹھا۔

"میں سیریس ہوں اور اپنی شادی کے ساتھ ساتھ ڈیڈ کی بھی شادی یہاں سے کروا کے ہی جاؤں گی۔"

"گھر والے کیسے مانیں گے۔ یہ کام کیسے ہو گا... یہ سب بعد کی باتیں ہیں۔ پہلے تم بتاؤ تمہارا حوصلہ ہو گا اپنی ماں کی جگہ کسی اور کو دینے کا... تم نے ہوش سنبھالنے سے اب تک اپنے ڈیڈ کو صرف اپنا دیکھا ہے۔ کسی اور کا ہوتے دیکھ سکو گی۔"

"آف کورس... کیوں نہیں' میرا دل اتنا چھوٹا نہیں ہے سعد کہ میں جس سے محبت کروں اسے اپنی مٹھی میں قید کر لوں... محبت خوشی دینے کا نام ہے۔ اپنا کر کے رکھنے کا نام نہیں... اگر ڈیڈ کو مہ پارہ پھوپھو کے ساتھ خوشی ملتی ہے تو میں شیئر کرنا تو دور کی بات... میں پورے کا پورا نہیں کسی اور کو سونپ سکتی ہوں... بہت خوشی سے... میرے نزدیک یہی محبت ہے۔"

اس کی بات نے میرے دل کا بوجھ اور ذہن کی الجھن بہت حد تک دور کر دی۔

میں اس کی بات سے اپنی مرضی کے مطلب نکال کر خود کو مطمئن کرنے لگا۔

"اب قائم رہنا اپنی بات پہ کہ تمہارے نزدیک محبت اپنا بنا کے رکھنے کا نام نہیں ہے۔ جس سے محبت کرتے ہیں اس کو خوشی دینے کا نام ہے۔"

☼ ☼ ☼

"آپ کا واپسی کا ٹکٹ۔" سالار نے اماں کے سامنے ٹکٹ رکھتے ہوئے رکھائی سے کہا۔

"تو تم مجھے اس لیے جلد از جلد بھیجنا چاہتے ہو کہ من مانی کر سکو... واہ سالار اعظم اتنا لحاظ کہاں سے آگیا تم میں ماں کے لیے کہ اس کے سامنے درندگی کرنے سے جھجکنے لگے۔" ان کے طنز کا سالار پہ مطلق اثر نہ ہوا۔

"میرے دل میں نہ کسی کے لیے لحاظ ہے نہ محبت... یہ بات آپ جانتی ہیں... میں صرف اس ذہنی اذیت سے بچنا چاہتا ہوں جو آپ کو سامنے پا کے مجھے ہوتی ہے' بہتر ہو گا آپ جتنی جلدی ہو سکے اپنی بیٹی کے پاس چلی جائیں۔"

"تاکہ تم زور زبردستی ام ہانی کو یہاں واپس لا سکو اور پھر سے اس کا جینا حرام کر سکو۔"

"ایسا کرنے سے آپ مجھے روک نہیں سکتیں۔ چاہوں تو ابھی اسی وقت... آپ کے ہوتے ہوئے بھی اسے یہاں لا سکتا ہوں۔"

"ایسا نہیں کر سکتے تم... وہ لوگ بھی کوئی گرے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

پڑے نہیں ہیں۔ اثر و رسوخ والے ہیں۔ جوان کی لاعلمی میں ہوا' سو ہوا۔۔۔ اب وہ تمہیں اس تک نہیں پہنچنے دیں گے۔"

"آپ اپنے اندازے اپنے پاس رکھیں۔۔۔ میں جانتا ہوں ام ہانی کو۔۔۔ وہ بہت کمزور۔۔۔ بہت بزدل ہے اپنے قدموں پہ چل کے مجھ تک واپس آئے گی' مجھے زور زبردستی کرنے کی بھی ضرورت نہیں پڑے گی۔"

وہ بڑے زعم سے بولا تھا۔۔۔ اور اماں اس کے ارادوں کی پختگی پہ اندر ہی اندر ہول کے ام ہانی کی سلامتی اور بہتری کی دعا کر کے رہ گئیں کہ اس سے زیادہ کچھ کرنا ان کے بس میں نہیں تھا۔

☆ ☆ ☆

ام ہانی' سالار کے دعوے کے مطابق بزدل تھی یا نہیں۔۔۔ مگر نائلہ اس وقت حقیقتاً" بہت بزدل ثابت ہو رہی تھیں۔ وہ اپنے اندر کے خوف اور وسوسوں کو پچھاڑ نہیں پا رہی تھیں۔ بلکہ انہوں نے اس کے آگے ہتھیار ڈال کے خود کو بالکل پسپا کر دیا تھا اور اب یہ وسوسے' یہ اندیشے۔۔۔ یہ وہم' یہ شک سب ان کے سر پہ چڑھ کے راج کر رہے تھے۔

مایوں کی رسم کے دوران بھی وہ شکی نظروں سے کبھی ام ہانی کے اترے ہوئے چہرے کو دیکھتیں۔ کبھی سعد کی اس پہ منڈلاتی نظروں کو۔۔۔ انہیں ام ہانی کی افسردگی ایک ڈرامہ ایک جال محسوس ہو رہی تھی۔ جس میں ان کا نادان بیٹا پھنستا چلا جا رہا تھا۔

سعد کے چہرے کا تناؤ انہیں کسی آنے والے خطرے کی علامت محسوس ہونے لگا۔۔۔ اور پھر جب ام ہانی سعد کی مسلسل کچھ کہتی نظروں سے گھبرا کے ڈھولک بجاتی لڑکیوں کے جھرمٹ سے اٹھ کے اندر جانے لگی تو اس میں بھی نائلہ کو کوئی چال محسوس ہوئی۔۔۔ اور جو انہوں نے سعد کو بھی کچھ ہی دیر بعد ام ہانی کے پیچھے جاتا دیکھا تو رہ نہ سکیں۔

☆ ☆ ☆

ام ہانی کے چہرے پہ کچھ تھا جو مجھے چین نہیں لینے دے رہا تھا۔۔۔ ایک دبا دبا سا خوف۔

ایک سراسیمگی۔۔۔ ایک الجھن۔۔۔

بے دھیانی کے عالم میں وہ وہاں موجود ہو کے بھی موجود نہ لگ رہی تھی۔۔۔ خالی خالی نظریں۔۔۔ جامد تاثرات۔۔۔ اور پھر وہ اچانک ڈھولک بجاتی لڑکیوں میں سے اٹھ کے۔۔۔ مایوں کی اس تقریب کو چھوڑ کے اندر جانے لگی۔

چند لمحے بمشکل ہی میں خود کو روک پایا اور پھر میرا رخ بھی اسی جانب تھا۔

"سعد۔۔۔ تم رسم چھوڑ کے کہاں جا رہے ہو؟" امی گویا میری تاک میں تھیں فوراً" ہی میرے پیچھے۔۔۔

"میں ذرا ہنی کو دیکھنے جا رہا تھا۔۔۔ پتا نہیں کہاں چلی گئی۔"

"وہ کہیں بھی ہو۔۔۔ تمہیں اس وقت یہاں ہونا چاہیے۔ تانیہ کے پاس۔" ان کے لہجے میں تنبیہہ تھی۔

"میں وہیں جا رہا تھا۔۔۔ بس ذرا پہلے ہنی کو۔۔۔"

"نہیں۔۔۔ پہلے ہانی نہیں سعد۔۔۔ پہلے تانیہ۔" میں چپ رہ گیا۔

"تمہیں پتا ہونا چاہیے سعد کہ تمہاری زندگی میں پہلا مقام کس کا ہے۔" وہ مجھے وارننگ دیتی نظروں سے گھور کے چلی گئیں۔۔۔ میں نے بے بسی سے ہانی کے کمرے کے بند دروازے کو دیکھا اور اپنے قدم موڑ لیے۔

رسم اب بھی تمام تر ہنگامے کے ساتھ جاری تھی۔۔۔ مگر میرا دل بجھا ہوا تھا۔۔۔ کبھی جو تانیہ مسکرا کے میری جانب دیکھ لیتی تھی۔۔۔ تو میں اس کی مسکراہٹ کا جواب تک نہ دے پاتا تھا۔

ہنگامے سرد ہوئے۔۔۔ مگر میرے اندر کی آگ سرد نہ ہوئی تھی۔ اکیلے ہی ٹیرس میں سرد ہواؤں کی زد میں ٹہلتے ہوئے میں اس ٹینشن کو کم کرنے کی کوشش کر رہا تھا جب ہنی چلی آئی۔

"اتنی سردی میں یہاں کیا کر رہے ہو' وہ بھی اتنی رات کو؟" میں نے مڑ کے اسے دیکھا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"اگر کہوں... تمہارا انتظار... تو؟"

"یوں کیوں نہیں کہتے کہ تانیہ کا انتظار کر رہے ہو۔" اس نے شوخ ہونا چاہا... اگرچہ اس کی اداس آنکھیں اس شرارت کا ساتھ نہیں دے رہی تھیں۔

"شاید میں غلط وقت پہ آگئی... ہے ناں؟"

"نہیں ہنی... تانیہ غلط وقت پہ آگئی۔" میں نے بغور اسے دیکھا۔

"میری زندگی میں..."

"سعد..." وہ گھبرا اٹھی۔

"ہنی... میں نے سنا تھا مائیں اولاد کے دل کا حال جان لیتی ہیں... بنا کہے' آج دیکھ بھی لیا۔ سالوں پہلے بھی انہوں نے میرے دل میں چھپی تمہاری محبت کو اس وقت محسوس کر لیا تھا۔ جب تم بھی نہیں جانتی تھی... اور آج بھی انہیں علم ہو گیا... جبکہ ابھی تک تو میں بھی یہ محسوس نہیں کر پایا تھا۔"

وہ اس قدر سراسیمہ ہوئی کہ مجھے ٹوک بھی نہ سکی۔ بس پلٹ کے جانے لگی۔

میں نے اس کے سامنے آ کے راستہ روک لیا۔

"ہاں ہنی... ان کا ڈر ٹھیک ہے... میں آج بھی وہیں کھڑا ہوں... آج بھی میرے دل میں تمہارے علاوہ کوئی نہیں۔"

"تم جہاں بھی کھڑے ہو سعد اکیلے نہیں کھڑے۔ تانیہ تمہارے ساتھ کھڑی ہے مت کرو ایسی باتیں پرسوں تمہاری شادی ہونے والی ہے۔ اس کے ساتھ۔"

"ہونے والی ہے... ہوئی تو نہیں۔" چند لمحے وہ کچھ کہہ نہ سکی۔ پھر بولی تو اس کے لہجے میں سختی تھی۔

"لیکن میری تو ہو چکی ہے میں آج بھی سالار کی بیوی ہوں۔"

"مگر رہو گی نہیں۔" میرے پاس بھی اس کی ہر بات کا جواب تھا۔

"تم ایک سائن کر دو تو خلع کا نوٹس اسے کل تک مل جائے گا۔ اس شخص نے تمہاری زندگی کے قیمتی... برباد کیے ہیں مگر میں اب تین دن بھی ضائع کرنا نہیں چاہتا تم کسی کی مت سننا ہنی... سب تمہیں ڈرائیں گے کہ طلاق کے بعد تمہارا کیا ہو گا مگر تم ان باتوں پہ دھیان مت دینا... میں ہوں ناں ہنی۔"

"اور تانیہ... وہ بھی تو ہے ناں... اس کے بارے میں کیا سوچا تم نے؟"

"وہ سمجھ دار ہے سمجھ جائے گی۔"

"اور تم سمجھ دار کب ہو گے سعد۔" وہ زچ ہو اٹھی۔

"تم کیوں نہیں سمجھ لیتے کہ تمہاری ایسی باتوں سے میری پریشانی بجائے کم ہونے کے اور زیادہ ہو رہی ہے۔ مجھے اپنے مستقبل کی کوئی فکر نہیں تھی لیکن اب یہ فکر ہے کہ تمہارے یہ خیالات اگر تانیہ نے جان لیے تو میں اس کا سامنا بھی کیسے کروں گی۔"

"میں جانتا ہوں تانیہ کو... وہ بہت حساس' محبت کرنے والی اور محبت میں سب کچھ دینے کا حوصلہ رکھنے والی لڑکی ہے وہ بہت اچھی ہے ہنی۔"

"اتنی ہی اچھی ہے تو کیوں گنوا رہے ہو اسے۔"

"اور تم جو مجھے گنوا دو گی... وہ؟" میرے بے ساختہ سوال پہ اس کا جواب بھی اتنا ہی بے ساختہ تھا۔

"تم مجھے ملے ہی کب تھے سعد... جو پایا نہ ہو... اسے کھونے کا ڈر کیسا؟"

شاید اسے بھی احساس نہ ہوا کہ سادگی میں کہی بات سے وہ اپنے دل کے کتنے راز کھول گئی تھی... وہ تو اتنا کہہ کر چلی گئی... میں اس کے حزن میں ڈوبے لہجے اور نم آنکھوں سے افشا ہو جانے والے راز پہ سکتے میں چلا گیا تھا اور جب سکتہ ٹوٹا تو میرا وجود بے حد ہلکا پھلکا تھا۔

"ہنی... تم بہت کچھ چھپا کے بھی سب بتا گئی ہو... میں سب جان گیا ہوں ہنی... تم بھی مجھے چاہتی ہو... اب میں پیچھے نہیں ہٹ سکتا۔ تمہاری ناں کو ہاں میں بدل کے رہوں گا۔"

ایک نئے عزم کے ساتھ میری محبت جوان ہو چکی تھی۔

☆ ☆ ☆

"امی' امی دروازہ کھولیں۔" سخت ہیجان کے عالم

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میں میں امی کے کمرے کا دروازہ کھٹکھٹا تا جا رہا تھا.... مجھ سے صبح کا انتظار نہیں ہو پا رہا تھا۔

"سعد....." ان کی نیند سے بوجھل آنکھیں دروازہ کھولتے ہی حیرت سے بھر گئیں۔

"رات کے پونے تین بجے؟ سب ٹھیک تو ہے؟"

"امی ... میں ہمیں -" میری سانس پھول رہی تھی۔

"جلدی بتاؤ سعد ... کیا ہوا ہے، مجھے ہول اٹھ رہے ہیں۔"

"ہوا کچھ نہیں ہے امی ... مگر ہو جائے گا۔ یہ ہونے سے روک دیں۔ پلیز امی .... روک دیں۔"

"سعد.... صاف صاف بات کرو۔"

"یہ ... یہ شادی امی یہ شادی ہونے سے روک دیں۔" بالآخر میں نے کہہ ہی دیا۔

وہ حیران تو ہوئیں۔ مگر شاک میں نہیں تھیں شاید ذہنی طور پہ میری اس فرمائش کے لیے تیار تھیں۔

"پلیز امی ... میں آپ کو سب کچھ بتا دوں گا.... مگر بعد میں' ابھی وقت بہت کم ہے آپ بس کچھ بھی کر کے یہ شادی رکوا دیں۔"

"تم مجھے کیا بتاؤ گے سعد.... میں سب جانتی ہوں اور یاد رکھو یہ کرنا تو درکنار.... میں ایسا ہونے بھی نہیں دوں گی۔"

"امی ... پلیز میری ذہنی حالت ایسی نہیں ہے کہ میں ابھی اس رشتے میں بندھ سکوں؟"

"اور اگر چوبیس گھنٹے کے اندر اندر یہ رشتہ نہ جڑا تو تمہاری ذہنی حالت ہمیشہ ایسی رہے گی۔ سعد.... تم نے مجھے بہت مایوس کیا ہے۔ مجھے لگا تھا اب تم میچور ہو گئے ہو.... لڑکپن کی حماقتوں سے آگے نکل آئے ہو.... اور تانیہ سے مل کے مجھے واقعی تمہارے باشعور اور سمجھ دار ہونے کا یقین آ گیا کہ کتنی اچھی اور محبت کرنے والی مخلص لڑکی کا انتخاب کیا ہے تم نے.... لیکن اب لگ رہا ہے کہ تمہارے اندر کا بچہ ابھی ویسا کا ویسا ہی ہے.... نہیں سعد ایسا سوچنا بھی مت۔"

"امی.... میں تانیہ سے نہیں میں ہنی سے۔"

"بس سعد۔"

انہوں نے بری طرح جھڑک کر رکھ دیا مجھے اور میں واقعی گنگ ہو گیا.... ایسا لگا اب کچھ کہا تو وہ مجھ پر ہاتھ اٹھانے سے بھی دریغ نہیں کریں گی۔

"خاموشی سے واپس چلے جاؤ.... تمہاری شادی میں دن نہیں گھنٹے باقی رہ گئے ہیں کیوں خود کو' تانیہ کو اور ہم سب کو ساری دنیا کی نظروں میں رسوا کرنا چاہتے ہو۔ خدا کا واسطہ ہے سعد.... رحم کرو ہم سب پہ نکلو اس بچپنے سے۔"

انہوں نے میرے سامنے ہاتھ جوڑ دیے اور میں بے بسی سے گردن جھکائے واپس ہو گیا۔

☆ ☆ ☆

تانیہ جتنی خوش شادی کی ان رسموں کے خیال سے ہی ہو رہی تھی۔ اب رات سے عجیب بے دلی کے عالم میں تھی۔ بلی اس کا مہندی کا لہنگا اسے دکھا رہی تھی۔

"دیکھیں ناں ... رات کے فنکشن کا لہنگا کتنا خوب صورت ہے آپ کا.... گہرا سبز رنگ بھی آپ پہ اتنا ہی جچے گا جتنا مایوں کا یہ زرد رنگ اٹھ رہا ہے۔"

"ہوں۔" بے دھیانی میں وہ فقط اتنا بولی۔

"ہائے اللہ.... آج شام کو آپ کی مہندی اور کل شادی' سوچ سوچ کے آپ کو کچھ ہو رہا ہے ناں؟" بلی آنکھیں مٹکاتی مضحکہ خیز لگ رہی تھی۔ مگر تانیہ کے لبوں پہ مسکراہٹ تک نہ آئی۔

"پتا نہیں۔"

"اب مجھ سے تو نہ چھپائیں اپنے دل کا حال کچھ کچھ نہیں بلکہ بہت کچھ ہو رہا ہو گا۔"

"میں سچ کہہ رہی ہوں بلی۔" وہ بے بسی سے کہنے لگی۔

"مجھے کچھ بھی محسوس نہیں ہو رہا.... دل' دماغ سب کچھ جیسے سن ہو گیا ہو۔"

"ہوتا ہے.... ہوتا ہے۔" بلی تسلی دینے لگی۔

"بہت زیادہ خوشی میں انسان کی سوچنے سمجھنے کی

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM RSPK.PAKSOCIETY.COM ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سب صلاحیتیں کام کرنا چھوڑ دیتی ہیں۔"

"کیا محسوس ہونا بھی ختم ہو جاتا ہے۔" تانیہ کے اس سوال کا جواب ابھی بلی ڈھونڈ رہی تھی کہ وہ پھر سے اسی بے بسی سے کہنے لگی۔

"پتا نہیں.... کیا بات ہے.... مگر کچھ ہے.... ایک خالی پن سا.... ایک.... ایک عجیب سا کچھ.... خوشی کو شش کرنے سے بھی محسوس نہیں ہو رہی جبکہ کوئی دکھ بھی نہیں ہے۔" تانیہ کی ایسی باتوں سے بلی گھبرا اٹھی۔

"توبہ کیسی باتیں کر رہی ہیں آپ' کچھ اچھا کہیں ناں.... اچھا رکیں.... میں آپ کو مہندی کی ڈیزائن دکھاتی ہوں۔ آپ پسند کریں کون سا لگوانا ہے۔"

"نہیں.... مہندی میں صرف ہانی سے ہی لگواؤں گی.... میں نے وعدہ لیا تھا ان سے مگر وہ ہیں کہاں؟"

☆ ☆ ☆

"ہاجرہ.... مہندی کے تھال کہاں ہیں؟ ابٹن بنوائی؟" نائلہ ملازماؤں کو پکار رہی تھیں۔

"ہاجرہ۔"

"مجھے بتایئے تائی امی.... کوئی کام ہے تو میں کر دیتی ہوں۔" ام ہانی بڑھ کے بولی۔ مگر جواباً نائلہ نے اسے اتنی سرد نظروں سے گھورا کہ اس کے قدم وہیں جم گئے۔

"تم کچھ کرنا ہی چاہتی ہو تو یہ کرو کہ جو کر رہی ہو وہ نہ کرو۔"

"جی؟" ہانی خاک نہ سمجھی۔

"کچھ تو خیال کرو ام ہانی۔" آخر کار نائلہ کو سارے لحاظ بالائے طاق رکھتے ہوئے صاف صاف کہنا پڑا۔

"کسی بات کا تو احساس کر لو.... اتنا ہی سوچ لو کہ تانیہ کا کیا قصور ہے.... یہی احساس کر لو کہ ہم نے کتنے پیار سے تمہاری پرورش کی ہے.... ارے ہمارا نہیں تو اپنا سوچ لو کہ تمہاری اس حرکت کے بعد دنیا تمہیں کیا کہے گی.... ارے یہی شرم کر لو کہ شادی شدہ' عورت ہو تم کسی کی عزت....

خدا کا خوف کرو ام ہانی.... کسی کی بیوی ہو کے.... کسی اور کے ہونے والے شوہر سے...."

اس سے زیادہ سننے کی اس میں تاب نہ تھی.... وہ بھاگتے ہوئے وہاں سے چلی گئی تھی اور اپنے کمرے میں آ کے ہچکیوں کے ساتھ رونے لگی۔

سالار کے دیے زخم تو بدن پہ نشان چھوڑتے تھے.... نائلہ کی کہی باتوں نے اس کی روح تک کو گھائل کر دیا تھا۔

"سعد.... تم نے مجھے تائی امی کی نظروں میں کتنا ہلکا کر دیا۔" اور یہ سوچ کے تو وہ لرز ہی اٹھی.... کہ خدا جانے اب یہ زہریلی باتیں اسے اور کس کس سے سننے کو ملیں گی۔

سیل فون کی گھنٹی پہ بنا نام دیکھے اس نے کان سے لگایا.... گمان تھا کہ سعد ہو گا اور وہ اس سے خوب گلے کرے گی کہ کیوں اس کی پہلے سے منتشر زندگی کو مزید ہیجان خیز بنا رہا ہے۔

"ہانی تم رو رہی ہو؟" سالار کی آواز پہ وہ چونکی۔

وہ چپ تھی مگر شاید اس کی کسی سسکی نے راز کھول دیا تھا۔ سہم کے اس نے فون کان سے ہٹا کے دیکھا.... اس پہ سالار کا نمبر جگمگا رہا تھا۔

"ام ہانی یہ تمہارے رونے کی آواز ہے؟" اپنی سسکیاں دبانے کے لیے ہانی نے سختی سے ہونٹوں پہ اپنی ہتھیلی جما دی۔

"ترس گیا تھا میں یہ سسکیاں سننے کے لیے۔ مر رہا ہوں میں تمہارے آنسو دیکھنے کے لیے تمہیں بھی رونا تب یاد آیا جب میں تمہارے پاس نہیں.... سنو ام ہانی' یہ آنسو مجھ سے دور ہونے کے غم کے ہیں تم نہیں سمجھ رہی نادان ہو میں آجاؤں تمہیں لینے؟ دیکھو یہ آنسو صرف میرے سامنے بہاؤ ان پہ فقط میرا حق ہے۔"

وہ نجانے کیا کہتا جا رہا تھا.... ہانی نے گھبرا کے فون بند کر دیا۔ گھنٹی پھر بجنے لگی۔ سراسیمہ ہو کے اس نے فون تکیے کے نیچے چھپا دیا۔ اور پھر کچھ سوچنے لگی۔

اسے جلد ہی کوئی فیصلہ کرنا تھا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

آ... یا... پا... وقت کم تھا۔
آخر وہ اٹھی اور کمرے سے نکلنے لگی۔

☼ ☼ ☼

میں تقریباً" بھاگتے ہوئے کھنڈر کے عقبی حصے میں پہنچا تھا وہ ہاتھ میں کچھ کاغذات لیے وہیں میری منتظر تھی۔

"ہنی..." میرے پکارنے پہ وہ مڑی اور ہاتھ میں تھامے کاغذات میری جانب بڑھا دیے... میں مسکرا اٹھا... مگر جیسے ہی کاغذات الٹ پلٹ کے دیکھے۔ حیران رہ گیا۔

"تم نے ابھی تک ان پہ سائن نہیں کیے۔"

"ہاں... اور کروں گی بھی نہیں۔"

"مگر کیوں؟ کل تو تم مان گئی تھی۔"

"وہ کل تھا... یہ آج ہے... آج مجھے لگتا ہے یہ فیصلہ کرنے میں مجھے جلد بازی نہیں کرنی چاہیے۔"

میں سمجھ گیا... امی کا دباؤ ہو گا اس پہ...

"تمہیں واقعی لگتا ہے یا یہ فیصلہ کرانے میں تمہیں مجبور کیا گیا ہے بولو ہنی! تم کیوں نہیں یہ رشتہ توڑنا چاہتی جس نے تمہیں اذیت کے سوا کچھ نہیں دیا کیا امی نے تم سے کچھ کہا؟"

"وہ کیوں کہیں گی مجھ سے کچھ؟"

"کیونکہ ان کو ڈر ہے کہ..." میں کہتے کہتے رک گیا...

"تو کیا ان کا یہ ڈر غلط ہے؟" اس نے مجھ سے سوال کیا۔

"ہنی تم مت سنو کسی کی... صرف اپنے بارے میں سوچو... یہ سوچو کہ زندگی، خوشیوں اور محبت پہ تمہارا بھی حق ہے... امی اور باقی سب کو تمہارے مستقبل کی فکر ہے... انہیں خدشہ ہے کہ تمہارا کیا ہو گا تو ان کی یہ فکر میں دور کروں گا۔ میں انہیں یقین دلاؤں گا کہ سالار سے الگ ہونے کے بعد بھی تم بے سہارا نہیں ہو گی۔ تمہارا آنے والا کل محفوظ ہو گا میرے ساتھ۔"

"بس کرو سعد... خدا کے لیے۔" وہ چلا اٹھی۔

"چپ ہو جاؤ... مجھے لگا تھا تم بڑے ہو گئے ہو سمجھ دار ہو گئے ہو... مگر تم تو اب بھی وہی ہو... اتنے ہی ضدی اتنے ہی ناسمجھ آج بھی تم کھیلنے کے لیے چاند مانگ رہے ہو۔"

"ہاں... میں چاند مانگ رہا ہوں... مگر کھیلنے کے لیے نہیں اپنی زندگی میں اجالے بھرنے کے لیے۔"

"مانگے کے چاند سے اجالے نہیں بھرے جاتے سعد... چاند تو خود کسی سے مانگی روشنی پہ جی رہا ہے۔ تانیہ ہے ناں... تمہاری زندگی کا روشن ستارہ... وہ کافی ہے تمہاری زندگی میں اجالے بھرنے کے لیے۔"

☼ ☼ ☼

تانیہ کے ہاتھوں میں سبز رنگ کا وہ کامدار لہنگا تھا جو اسے تیار ہونے کے لیے دیا گیا تھا... مہندی کی تقریب کے لیے... مگر وہ کسی خیال میں کھوئی پریشان سی لگ رہی تھی۔

کوئی ڈور تو تھی... جو الجھ گئی تھی... مگر سرا ہاتھ نہیں لگ رہا تھا۔

"شاید سعد سے شیئر کرنے سے اس بے چینی کا کوئی حل نکل سکے۔" یہ خیال آتے ہی وہ لہنگے کو گود سے بیڈ پہ رکھتے ہوئے اٹھ کے کمرے سے جانے لگی۔

"سنو زیتون... سعد اپنے کمرے میں ہے؟"

"جی ان کو پیچھے کھنڈر والی طرف جاتے دیکھا تھا۔"

☼ ☼ ☼

"کبھی سوچا تم نے اس بارے میں سعد... تانیہ کے بارے میں؟" وہ مسلسل مجھ سے جرح کر رہی تھی۔

"میں تمہارے بارے میں کیوں نہ سوچوں... جس پہ آ کے میری سوچ کی حد ختم ہو جاتی ہے۔"

"نہیں سعد... میرے بارے میں نہیں... تانیہ کے بارے میں سوچو کیونکہ تم میرے بارے میں کسی کو جواب دہ نہیں ہو۔ مگر تانیہ کے معاملے میں ہو۔"

اور اسے کیا مجھے بھی پتا نہ چلا کب تانیہ وہاں چپکے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

سے آکے ہماری سب بحث سن رہی تھی۔

"کیا بتاؤ گے تم سب کو کہ جس لڑکی کو تم خود حویلی لائے تھے شادی کے لیے.... اب صرف ایک دن پہلے پیچھے ہٹ رہے ہو اور وہ بھی میری خاطر؟ ایک شادی شدہ عورت کے لیے جو تم سے عمر میں بڑی بھی ہے۔"

"میں عمر کے اس فرق کو نہیں مانتا.... میں تم سے چار پانچ سال چھوٹا ہوں مگر سالار تم سے تیرہ چودہ سال بڑا تھا.... اس سے بھی تو کی تھی تم نے شادی.... اور ویسے بھی عمر کے فرق کی حیثیت کیا ہے۔ تم تین سال پہلے جیسی تھیں۔ ویسی اب بھی ہو لیکن مجھے دیکھو میں بڑا ہو گیا ہوں.... اب میں بڑا لگتا ہوں تم سے۔"

"ہاں اور اب ویسا ہی لگنے کی باری تمہاری ہے سعد.... عمر اب تم پہ رک جائے گی.... میں بڑی ہوتی چلی جاؤں گی.... یہاں تک کہ تم پچھتاؤ گے۔ تنگ آجاؤ گے زمانے کی باتیں سنتے سنتے' نکال دو سعد یہ خیال دل سے.... چھوڑ دو مجھ سے محبت کرنا۔"

اس کی بچکانہ سی فرمائش پہ میں بے بسی سے ہنس پڑا۔ ایک تکلیف دہ ہنسی۔

بھلا مانگا بھی تو کیا مانگا مجھ سے....

محبت کرنا چھوڑ دوں اس سے؟

"کیسے چھوڑ دوں ہنی.... محبت کوئی خواب ہوتی تو دیکھنا چھوڑ دیتا.... خواہش ہوتی تو کرنا چھوڑ دیتا.... سانس ہو تم میری سانس لینا کیسے چھوڑ دوں.... تمہیں نہیں لوں گا تو حرام مت مروں گا ہنی...."

"اور میری سانس....؟" وہ رو دی۔

"میری سانس رکنے لگتی ہے تمہارے اس پیار سے۔ دم گھٹتا ہے میرا.... تم سمجھتے کیوں نہیں ہو سعد میں تمہاری شرٹ سے میچ کرتی ٹائی نہیں ہوں جسے تمہیں ہر حال میں اپنے گلے میں لٹکانا ہے.... میں ایک جیتی جاگتی انسان ہوں۔"

یہ کہہ کر وہ جانے کے لیے مڑی اور میں نے اس کے پیروں میں اپنے الفاظ کی زنجیر پہنا دی۔

"تو مجھے بھی جیتا جاگتا کر دو ناں.... میری بن جاؤ۔"

وہ مڑ کے مجھے دیکھا۔ نہ جانے میرے الفاظ میں اتنا اثر تھا یا میرے لہجے میں اتنا درد.... یا پھر میری آنکھوں کا وہ حسرت کہ مجھے ہنی کی آنکھیں نم ہوتی محسوس ہوئیں۔

اور اس پل میں بھی ذرا مڑ کے ستون کے ساتھ کھڑی تانیہ کو دیکھ لیتا۔ تو جان پاتا کہ میری کرلاتی محبت کی بے بسی صرف ہنی کو نہیں تانیہ کو بھی رلا رہی تھی۔

"محبت صرف پا لینے یا اس کا ہو جانے کا نام نہیں ہے سعد.... یہ تو پارس ہے۔ جسے چھو جائے اسے سونا بنا دیتی ہے۔ تم سونا بن چکے ہو بس اگر اب مجھے پانے کی خواہش دل سے نکال دو گے تو کندن بھی بن جاؤ گے۔"

"مجھے نہ سونا بننا ہے نہ کندن.... مجھے بس تمہارا بننا ہے اور یہ کم بخت پارس کس کے ہاتھ لگا ہے کیا؟" میں نے اس کا فلسفہ جھٹلا دیا۔

"سعد.... میں جانتی ہوں.... یہ ہمدردی نہیں ہے۔ یہ محبت ہے میں یہ بھی مان گئی ہوں کہ وہ جو تین سال پہلے ہوا تھا وہ بھی تمہارا جنون یا انا سمجھی نہیں تھی۔ لیکن یہ جذبے آب حیات کی طرح ہوتے ہیں انہیں بہا کے ضائع نہیں کرتے اپنے اندر اتار لیتے ہیں۔ امر ہو جانے کے لیے۔"

"میرا سوال اب بھی وہی ہے ہنی.... پارس کی طرح کیا آب حیات بھی ملا ہے کسی کو اب تک؟ جن چیزوں کا وجود ہی نہیں ہے مجھے ان سے مت بہلاؤ مجھے نہیں بننا سونا.... نہیں ہونا امر' مجھے تم چاہیے ہو.... کیونکہ تمہارا وجود ہے.... تمہیں پایا جا سکتا ہے اور میں ایک دن تمہیں پا کے رہوں گا۔"

وہ کچھ دیر مجھے گھورتی رہی۔ پھر جیسے مجھے مزید سمجھانے کا ارادہ ترک کرتے ہوئے اپنا فیصلہ سنا گئی۔

"میں تمہاری خواہش پوری کرنے کے لیے اپنے گلے میں بدنامی کا طوق نہیں ڈال سکتی.... نہ تانیہ کی بد دعائیں لے سکتی ہوں۔ میرا جواب کل بھی نہ تھا.... آج بھی نہ ہے۔"

"میں دور تک اسے جاتا دیکھتا رہا.... اور پلٹ کے جاتے ہوئے بھی تانیہ کو دیکھ نہ پایا۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کمرے میں علی میرا مہندی کا کرتا ہینگر سے اتارتے ہوئے مجھے کہہ رہا تھا۔

"یہ دیکھ ... آگیا تیرا رات پہننے والا کرتا ... بڑا آفت لگے گا تو اس کرتے میں ... کل تجھے دلہا بھی میں بناؤں گا۔"

"تم نہیں ... میری قسمت بنائے گی۔" میں تھکے ہارے انداز میں خود کو بیڈ پر گرا بیٹھا۔

"وہ قسمت جو کبھی میری بنی ہی نہیں۔"

"سعد ... یہ تم۔"

وہ کہتے کہتے رک گیا ... کیونکہ میں جیب میں بجتے فون کو نکال کے دیکھ رہا تھا تانیہ کا میسج تھا ... میں گہری سانس بھر کے رہ گیا۔

"بھابھی کا ہے؟" اس نے چھیڑا ...

"دیکھ لے بھابھی نے کوئی محبت بھرا پیغام بھیجا ہو گا۔"

"اس کے محبت بھرے پیغاموں سے ہی تو ڈرتا ہوں میں۔"

میں نے فون پہ میسج پڑھنا چاہا اور کچھ حیرت میں پڑ گیا۔ اب بھلا اس وقت ملنے کی کیا تک ہو سکتی ہے؟ اور کون سی ضروری بات کرنا ہو گا اسے ... ابھی اور اسی وقت؟"

میں سوچنے لگا کہ جاؤں ملنے ... یا نہ جاؤں۔

☆ ☆ ☆

اور ادھر امہانی کانپتے ہاتھوں سے تکیے کے نیچے رکھا موبائل فون نکالنے کے بعد نمبر ملا رہی تھی۔

"سالار ... میں ... میں ..." اس کی آواز بھی کپکپا رہی تھی۔

"میں واپس آنا چاہتی ہوں آپ کل ہی مجھے لینے آ سکتے ہیں پلیز ..."

☆ ☆ ☆

وہ وہاں کھڑی تھی۔

کھنڈر کی اس دیوار کے پاس ... جس پہ جا بجا میرا اور ہنی کا نام لکھا تھا۔

میں پہلے ہی حیران تھا ... مہندی کی رسم سے صرف ڈیڑھ دو گھنٹے پہلے اس نے مجھے ملنے کے لیے یہاں کیوں بلایا؟ اور اب مزید حیران ہو رہا تھا۔

جینز پہ ہلکی آسمانی کرتی پہنے وہ اپنے مہندی کے کامدار لہنگے کا بھاری بڑا سا دوپٹا سر پہ لیے دیوار کی جانب رخ کیے کھڑی تھی۔

"کیوں بلایا ہے مجھے تانیہ؟"

"جو مجھے کہنا ہے وہ بات اس جگہ کے علاوہ کہیں ہو ہی نہیں سکتی سعد۔" اس کے چہرے پہ کچھ ایسا تھا کہ میں ٹھٹک گیا۔

کچھ تو تھا ... غیر معمولی۔ یا ہو چکا ... یا ہونے والا تھا۔

پھر وہ نظر اٹھا کے آسمان کی جانب دیکھنے لگی ... اس کی نظروں کے تعاقب میں میں بھی آسمان کی جانب دیکھنے لگا۔

"کیا دیکھ رہی ہو؟" ٹوٹتے تارے یوں نظر نہیں آتے۔

"ہاں ... وہ آسمان پہ ٹھہرتے ہی کب ہیں ... بس چند لمحوں کے لیے نظر آتے ہیں ... کتنی مختصر زندگی ہوتی ہے ان کی ... خوابوں کی طرح پلک موندنے سے پلک کھولنے تک ... مگر سعد اگر خوابوں کی زندگی اتنی ہی کم ہوتی ہے تو ہم ان میں اپنی پوری زندگی کیسے جی لیتے ہیں۔"

اس کے سوال کا کوئی جواب نہیں تھا میرے پاس ... اس لیے فقط اتنا کہہ پایا۔

"اچھی لگ رہی ہو اس دوپٹے میں۔"

"تم بھی اچھے لگ رہے ہو ..."

اس نے مسکرا کے مجھے دیکھا ... علی کے پرزور اصرار پہ میں نکلتے ہوئے اپنا مہندی کا کرتا پہن آیا تھا ... ورنہ وہ کسی صورت میری جان بخشی پہ تیار نہیں تھا۔

"اور بھی اچھے لگتے اگر ..." وہ میرے قریب آئی اور میرے کرتے کے گریبان کا اوپری بٹن بند کرتے کہنے لگی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"اگر... خوش ہوتے۔"

"میں خوش ہوں۔" میں جانتا تھا... میرا لہجہ کھوکھلا... بلکہ مردہ ہے اس لیے میں نے اپنی مسکراہٹ سے اس میں روح پھونکنے کی ناکام کوشش کی... کیونکہ میری یہ مسکراہٹ میرے لہجے سے بھی زیادہ مری ہوئی تھی۔

"مگر میں خوش نہیں ہوں سعد۔"

"کیوں؟" میں چونکا۔

"ہانی کی وجہ سے... تم بھی تو اس کی وجہ سے خوش نہیں ہو۔"

میں کچھ گڑبڑا سا گیا... کتنا زعم تھا مجھے کہ... سب بتادوں گا میں تانیہ کو طے کرلوں گا یہ مرحلہ... مگر اب یہ مرحلہ آیا تو میں سر سے پیر تک جھنجھنا اٹھا۔

"غلط کیا ہے اس میں خوش ہونا ہی نہیں چاہیے... وہ دوست ہے تمہاری... اسے اس حال میں چھوڑ کے تم آگے کیسے بڑھ سکتے ہو؟"

"ہاں... مگر کوئی میری بات کو سمجھ ہی نہیں رہا... ہنی بھی نہیں... کوئی ساتھ نہیں دے رہا میرا تانیہ۔"

"لیکن میں تمہارے ساتھ ہوں سعد۔"

"میں بھی تمہارے ساتھ ہوں تانیہ... لیکن۔" میں کہتے کہتے جھجک کر رکا اور وہ زور سے ہنس دی۔ بڑی ہی تلخ ہنسی تھی۔

"بات ہم دونوں نے ایک کی ہے... مگر لفظوں کی ترتیب مار دیتی ہے اور یہ "لیکن" یہ "لیکن" تو واقعی مار دیتا ہے۔"

"اور "شاید" بھی... یہ دونوں لفظ نہیں ہونے چاہیے تھے۔" میں نے آہ بھری۔

"مگر یہ ہیں سعد... کیا کریں۔ محبت کا کلمہ شروع "شاید" سے ہوتا ہے اور ختم "لیکن" پہ ہوتا ہے... تم سچ کہتے تھے سعد... مجھے تم سے محبت نہیں کرنی چاہیے تھی۔" اس کی آنکھوں میں کہتے کہتے آنسو آگئے۔

"سعد... یہ... یہ بہت ظالم چیز ہے... بہت ظالم... یہ محبت خبیث کچھ کھا کے مر کیوں نہیں جاتی۔" لبوں پہ مسکراہٹ... آنکھوں میں نمی...

میں خاموشی سے اسے دیکھتا گیا اور جان گیا کہ اب مجھے اسے کچھ بتانے کی ضرورت نہیں اور پھر فضا میں بانسری کی آواز گونجی۔ تانیہ نے میرے نزدیک ہو کے سرگوشی کی۔

"سنو... آج مجھے بھی یہ بانسری سنائی دے رہی ہے اور میں جان گئی ہوں کہ یہ بانسری کیا کہتی ہے۔ میں سب جان گئی ہوں سعد۔"

"تمہیں یہ سب نہیں جاننا چاہیے تھا تانیہ۔" میں نے اس کا سرد ہاتھ اپنے دونوں ہاتھوں میں دبالیا۔

"تمہیں یہ بانسری نہیں سنائی دینی چاہیے تھی... میں تمہیں یہ تکلیف نہیں دینا چاہتا تھا۔"

"خود کو دینا چاہتے ہو؟" اس نے میری آنکھوں میں جھانکا۔

"اور ہانی؟ اسے دے سکتے ہو تکلیف؟"

"نہیں۔" میں بے بسی اور لاچاری کی آخری انتہا پہ تھا۔

"نہ تمہیں... نہ اسے... کسی کو بھی تکلیف نہیں دینا چاہتا، مگر دے رہا ہوں... کیا کروں... میں بے بس ہوں۔"

"نہیں ہو سعد... تم بے بس نہیں ہو... تم کرسکتے ہو سب کچھ کرسکتے ہو... بس ہمت کی ضرورت ہے۔ یقین کرو... مجھے تم سے کوئی گلہ نہیں ہوگا۔ ہانی سچ کہتی ہے... محبت پانے کا نہیں، دل میں اتارنے کا نام ہے، میں نے تمہیں دل میں اتار لیا ہے اور اس حقیقت کو بھی... کہ تم کل بھی اسے چاہتے تھے۔ آج بھی... جاؤ سعد... میرا مت سوچو۔"

"وہ نہیں مانے گی... کوئی بھی نہیں مانے گا... سب تمہارے جیسے اچھے نہیں ہوتے تانیہ۔"

"خدا مانے گا۔ وہ سب سے اچھا ہے... جاؤ... جو کرسکتے ہو... کرو... نہ کرسکو تو اللہ پہ چھوڑ دو... وہ کرے گا۔"

☆ ☆ ☆

اماں سالار کو دیکھتے ہوئے یاد کرنے کی کوشش

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

کررہی تھیں کہ وہ آخری بار اتنا خوش کب نظر آیا تھا' مگر انہیں یاد ہی نہیں آرہا تھا۔ کتنا اجنبی اجنبی سا لگ رہا تھا وہ اس قدر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے۔ یہ سرشار سی مسکراہٹ اس کے چہرے پہ کتنی اوپری اوپری لگ رہی تھی۔

"وہ واپس آنا چاہتی ہے۔ اسے مجھ سے محبت ہے۔ وہ میرے بغیر نہیں جی سکتی۔ اس نے خود مجھے بتایا ہے۔"

"یوں نہ کہو کہ وہ واپس آنا چاہتی ہے۔ یوں کہو کہ وہ پھر سے برباد ہونا چاہتی ہے۔ یوں نہ کہو کہ وہ تمہارے بغیر نہیں جینا چاہتی بلکہ یہ کہو کہ وہ جینا ہی نہیں چاہتی۔" اماں کے تلخ الفاظ نے اسے پھر سے طیش دلا دیا۔

"آپ ماں نہیں' دشمن ہیں میری۔۔۔ مجھے کبھی خوش نہیں دیکھنا چاہتیں۔"

اماں اس کا الزام صبر سے پی گئیں۔ وہ جھوٹ نہیں کہہ رہا تھا۔ ماں کے لیے اولاد کی خوشی سے بڑھ کے کچھ نہیں ہوتا' لیکن اس وقت واقعی وہ اس کی خوشی سے ڈر گئی تھیں اور انہوں نے سچے دل سے دعا کی تھی۔ اس کی خوشی کی وجہ کے' ختم ہونے کی۔

"میں تمہیں خوش دیکھنا چاہتی ہوں سالار۔۔۔ مگر اس سے بھی زیادہ شدت سے یہ دیکھنا چاہتی ہوں کہ تم کسی اور کو خوش کرسکو۔ جو نہ تمہارے بس میں ہے' نہ ہی تمہارے خمیر میں ہے۔"

"میں اسے لینے جارہا ہوں اور اگر آپ کو مجھے خوش دیکھ کے یا اسے میرے ساتھ دیکھ کے اتنی ہی تکلیف ہوتی ہے تو آپ ہمارے واپس آنے سے پہلے یہاں سے چلی جائیں۔"

"نہیں جاؤں گی۔" اماں نے بھی ہٹ دھرمی کا مظاہرہ کیا۔

"نہیں جاؤں گی۔۔۔ اسے تمہارے رحم و کرم پہ چھوڑ کے نہیں جاؤں گی۔۔۔ نہیں کرنے دوں گی اسے خودکشی۔"

☆ ☆ ☆

تانیہ میرے ساتھ تھی' مگر اس سے کیا ہوتا ہے۔ آگے کے مرحلے مجھے ہی طے کرنے تھے۔ اور پہلے ہی مرحلے پہ میں منہ کی کھا چکا تھا۔

امی نے میرا ساتھ دینا تو درکنار۔۔۔ انتہائی سخت الفاظ میں چیلنج کردیا تھا کہ وہ یہ کبھی نہیں ہونے دیں گی۔

مجھے کچھ نہ سوجھا تو میں بڑے دادا کے کمرے میں چلا آیا جانتا تھا۔ وہ بھی میری کوئی مدد نہیں کرسکیں گے' لیکن میں تو مہ پارہ پھوپھو کی طرح سہارا ڈھونڈنے آیا تھا ان کے پاس۔۔۔ جیسے وہ دل کا سب بوجھ ان کے سامنے ہلکا کرکے شانت ہوجاتی تھیں۔ میں بھی کرنا چاہتا تھا۔

"آگیا ایں۔۔۔ ھن یاد آیا اسے وڈا دادا؟" بڑے دادا نے مجھے دیکھتے ہی طنز سے ہنکارا بھرا۔

"ہاں۔۔۔ بہت یاد آئی آپ کی۔" میں ان کے پائنتی بیٹھ گیا۔

وہ اضطراب کے عالم میں ادھر ادھر ٹٹول کے ہاتھ مارتے شاید کچھ ڈھونڈ رہے تھے۔ میں نے ایک نظر دیکھا ان کے کانوں میں آلہ سماعت موجود نہیں تھا۔

"کی بول رہیا اے؟ میری کانو کی ٹوٹیاں تے دے کچھ سنائی تے دے مینوں؟" ان کے حکم کو نظرانداز کرتے ہوئے میں نے ان کے پیر تھام لیے۔

"نہیں بڑے دادا۔۔۔ میں بہت کچھ کہنا تو چاہتا ہوں' مگر نہیں چاہتا کہ آپ سنیں اور آپ کو احساس ہو کہ آپ کی گود میں کھیلنے والا سعد ابھی بڑا نہیں ہوا۔ وہ آج بھی اتنا چھوٹا' اتنا بے بس ہے جتنا آپ کی گود میں تھا۔"

"کی؟" انہوں نے کان پہ ہاتھ رکھ کے سننے کی کوشش کی۔

"آپ جانتے ہیں نا بڑے دادا۔۔۔ مجھے جب بھی کچھ چاہیے ہوتا ہے' میں آپ کے پاس آتا ہوں۔ آج بھی مجھے آپ سے کچھ چاہیے بڑے دادا۔۔۔ مگر میں مانگ نہیں سکتا۔ صرف بتانا چاہتا ہوں۔" میں نے ان کی گود میں سر رکھ دیا اور ان کا استخوانی ہاتھ میرے سر پہ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

شفقت سے ٹھہر گیا۔ دوسرا ہاتھ بدستور تکیے کے پاس کچھ ٹٹول رہا تھا۔

"میں ہنی کو چاہتا ہوں بڑے دادا... ہاں بڑے دادا میں واقعی اسے چاہتا ہوں۔ اب تو مجھے ایمان ہے اس بات پہ... بہت سال میں نے اس وہم میں گزار دیے کہ شاید... شاید وہ محبت نہیں تھی۔ وقتی کشش تھی۔ کم عمری کی نادانی... یا بچپن کی وابستگی یا... یا پھر شاید... شاید ایک رقابت۔ مسترد کیے جانے کا دکھ مگر محبت نہیں تھی شاید۔ اور اب سالوں بعد اسے دیکھ کے دل پھر سے بہکا تو لگا... نہیں... اب بھی یہ محبت نہیں ہے۔ شاید ہمدردی ہے مگر بڑے دادا سب شاید ہار گئے۔ یہ محبت ہی ہے... خدا کی قسم... یہ محبت ہے۔" میں سسکنے لگا۔ ان کا ہاتھ محبت سے میرے سر کو تھپک رہا تھا۔

"میں کیا کروں بڑے دادا... میں بہت بے بس... بہت مجبور ہوں... میں اسے پانے کے بعد گنوانا نہیں چاہتا، لیکن اب کچھ بھی میرے ہاتھ میں نہیں ہے... میں وقت کو روک نہیں سکتا۔" اچانک ان کا ہاتھ میرے سر سے پھسل کے نیچے آگرا تو میں نے چونک کے سر اٹھایا۔

سب سے پہلا جھٹکا ان کے کانوں میں لگے آلہ سماعت کو دیکھ کے لگا جو نجانے کب وہ ڈھونڈ کے لگا چکے تھے اور میری سب باتیں سن چکے تھے۔

دوسرا جھٹکا ان کے بے جان جھولتے بازو اور پتھرائی آنکھوں کو دیکھ کے لگا۔

"بڑے دادا۔" میں نے انہیں کاندھوں سے پکڑ کے جھنجوڑنا چاہا اور زور سے چلا اٹھا۔

"بڑے دادا۔" مہ پارہ پھوپھو جو دلیہ لے کر اندر آرہی تھیں ٹرے پھینک کر چلاتی ہوئی باہر نکلیں۔

"بھابھی... بھابھی... رضوان بھائی صاحب..." باہر مہندی کی تقریب کا آغاز ہو چکا تھا۔ بلی ڈھولک سنبھال چکی تھی اور خالہ بتول نے اپنی بلغمی آواز میں کسی پرانے ٹپے کے سرا بھی نکالے ہی تھے کہ مہ پارہ پھوپھو روتی پیٹتی وہاں آگئیں۔

"دادا جی ہمیں چھوڑ کے چلے گئے۔" سب بجلی کی سی تیزی کے ساتھ ان کے پیچھے لپکے۔ صرف ایک امی تھیں جو سکتے کے عالم میں وہاں کی وہاں رہ گئیں۔ وہ سمجھ گئیں تھی کہ اب چاہ کے بھی وہ اپنے کہے الفاظ کو پورا نہیں کر سکتیں۔ کم از کم فی الحال تو نہیں۔ میں نے بڑے دادا کی آنکھوں پر ہاتھ رکھتے ہوئے انہیں بند کر کے کہا۔

"آپ ٹھیک کہتے تھے بڑے دادا... آپ کبھی میری بات ٹال ہی نہیں سکتے۔" ایک کے بعد ایک، سب روتے ہوئے کمرے میں داخل ہو رہے تھے اور میں بڑے دادا سے آخری دل کی بات کر رہا تھا۔

"آپ صحیح کہتے تھے آپ میری خوشی پوری کرنے کے لیے کچھ بھی کر سکتے ہیں... کچھ بھی۔"

"سعد... یہ دادا جی۔" ابو نے صدمے سے چور انداز میں میرا شانہ دبایا۔

"ہائے ہائے۔ اپنے لاڈلے پوترے کے ویاہ پر ہی چلے گئے۔" اب خالہ بتول کے بین شروع ہو گئے۔

"ہائے کوئی ان مرن جانیوں مراثنوں سے ڈھولک تو بند کرائے۔ اوئے کوئی یہ بتیاں تو اتروائے حویلی سے۔ اب کس بات کی رونقیں... اب کدھر سے ہونی ہے شادی... ویاہ والے گھر مرگ۔" اور امی پھٹی پھٹی آنکھوں سے بڑے دادا کے مردہ وجود کو دیکھتی جا رہی تھیں۔

☆ ☆ ☆

ایک غیر متوقع بات کے بعد دوسری غیر متوقع بات میری منتظر تھی۔ بڑے دادا کے آخری سفر کی تیاریاں تھیں حویلی کے دالان کے وسط میں ان کی پھولوں سے ڈھکی میت رکھی تھی۔ فضا میں فاتحہ خوانی کی آوازیں گونج رہی تھیں۔ اندر سے کہیں کہیں دبی دبی سسکیوں کی آواز بھی گاہے بہ گاہے باہر آجاتی تھیں۔ تب ہی سامنے سے آتی گاڑی کو دیکھ کے میں چونکا۔ وہ سالار ہی تھا۔ میرے اعصاب تن گئے۔ اس کو یہاں بڑھتے دیکھ کے میں دری سے اٹھا اور اس کی جانب

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

جانے لگا۔ ابو گھبرا کے میرے پیچھے لپکے۔
"کیوں آئے ہو یہاں؟" میں نے شدید نفرت اور غصے سے اسے گھورتے ہوئے کہا۔ جبکہ اس کا سکون اور ڈھٹائی دیدنی تھی۔
"آیا نہیں... بلوایا گیا ہوں۔"
"ابھی اسی وقت یہاں سے چلے جاؤ ورنہ۔" قریب تھا کہ میں اسے دھکے دیتا۔ ابو میرے کاندھے پہ ہاتھ رکھ چکے تھے۔
"سعد... موقع کی نزاکت کا خیال رکھتے ہیں۔" پھر اپنی ناگواری چھپاتے ہوئے سالار کو اندر آنے کی دعوت دی۔
"آیئے سالار۔" سالار ایک دل جلانے والی مسکراہٹ سے مجھے دیکھتا' ان کے پیچھے ہولیا۔ میرے اندر بے چینی سی بھری تھی۔
"کیوں آیا ہے وہ؟"
"کس لیے...؟"
"کس نے بلوایا ہے اسے؟ امی نے؟ مگر کیوں؟"
ان سب سوالوں کے جواب اس کے ساتھ ہی اندر جا چکے تھے' میں جاننا چاہتا تھا کہ وہ ابو سے اب کون سی نئی چال چل رہا تھا' مگر تب ہی جنازہ اٹھانے کا وقت ہو گیا۔ تدفین اور نماز جنازہ کے دوران ظاہر ہے' میں ابو سے کچھ نہ پوچھ سکا۔ وہ بھی بالکل چپ تھے اور بے حد سنجیدہ بھی۔ قبر پہ مٹی ڈالنے کے بعد میں نے فاتحہ کے لیے ہاتھ اٹھائے تھے' جب میرے جیب میں رکھا فون وائبریٹ ہوا۔ دعا پڑھنے کے بعد میں نے فون نکال کے میسج چیک کیا۔ تانیہ کا پیغام تھا۔
"سعد... وہ جا رہی ہے... اسے روک لو... تم ہی ہو جو اسے روک سکتے ہو۔ میں اپنے حصے کا کام کر چکی ہوں۔ اب سب تمہارے ہاتھ میں ہے۔" اور میں جان گیا... سالار کو کس نے بلایا تھا۔

☆ ☆ ☆

وہ بیگ میں اپنا سامان رکھ رہی تھی جب میں ایک دھماکے سے دروازہ کھول کے اندر داخل ہوا۔
"یہ میں کیا سن رہا ہوں۔ تم سالار کے ساتھ واپس جا رہی ہو؟"
"ہاں وہ خود چل کے آیا ہے۔ بڑے دادا کے جنازے میں بھی شرکت کی اس کا مطلب یہ تھا کہ وہ تعلق جوڑنا چاہتا ہے۔" وہ سکون سے پیکنگ کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔
"مگر تم تو نہیں چاہتیں... پھر کیوں جا رہی ہو اس ذہنی مریض کے سامنے خود کو درندگی کے لیے پیش کرنے۔" میں تپ گیا... بھڑک اٹھا۔
"شوہر ہے وہ میرا اور تمہاری بھی تو شادی ہونے والی ہے۔ تمہیں یہ سوچنا چاہیے کہ گھر بنائے رکھنے کے لیے کیا کیا کرنا پڑتا ہے۔"
"فی الحال تو میں نے بڑے دادا سے یہ سیکھا ہے کہ جب کوئی کسی کے لیے کچھ کرنے پہ آئے تو کس حد تک جا سکتا ہے۔ میری مشکل آسان کرنے کے لیے وہ جان تک سے چلے گئے تم ان کا یہ احسان ضائع کرنا چاہتی ہو؟ دیکھو... اب اس حادثے کی وجہ سے یہ شادی التوا کا شکار ہو گئی ہے۔ میرے پاس اب بہت وقت ہے حالات سازگار کرنے کا... میں امی کو منالوں گا... ابو کو سمجھا دوں گا۔ بس تم..."
"تم چاہتے کیا ہو سعد؟" وہ بھی غصے سے پھٹ پڑی۔
"میں سب کی نظروں سے گر جاؤں؟ ہر ایک مجھ پہ انگلی اٹھائے کہ میں نے اپنا گھر اس لیے خراب کیا کہ میں تم میں دلچسپی رکھتی تھی... میں نے شوہر کو تمہارے لیے چھوڑا؟... ابھی سب مجھ سے ہمدردی کر رہے ہیں پھر نفرت کرنے لگیں گے اور تانیہ... اس کی محبت کے جواب میں میں اسے یہ دوں؟"
"تانیہ جان چکی ہے ہنی... اور وہ خود بھی اب ہم دونوں کے درمیان نہیں آنا چاہتی پھر تم کیوں جانا چاہتی ہو سالار کے پاس؟ کیوں؟"
"میں جانا چاہتی... بننا چاہتی دوبارہ برف کا ڈھیر... مگر تم مجھے ایسا کرنے پہ مجبور کر رہے ہو۔" وہ سسک کے رو پڑی۔

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

"تمہاری ضد کی وجہ سے میں نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ خدا کے لیے سعد... رحم کرو مجھ پہ... چلے جاؤ مجھ سے دور۔"

"ایک بات بتاؤ سعد۔" اس نے ہتھیلی سے آنسو صاف کرتے ہوئے پوچھا۔

"تمہارے لیے زیادہ ضروری کیا ہے؟ مجھے پانا... یا مجھے سالار جیسے شخص سے آزاد دیکھنا؟"

"میرے لیے سب سے زیادہ ضروری تمہاری خوشی ہے، مگر یہ مت کہنا کہ تمہاری خوشی سالار کے پاس لوٹنے میں ہے... میں تمہارا جھوٹ پکڑ سکتا ہوں۔"

"نہیں کہتی، مگر میری خوشی، تمہاری اور تانیہ کی شادی میں ہے۔ میری خوشی اس الزام سے بچنے میں ہے کہ میں یہ شادی ختم کرانے کا سبب بنی، میں سالار سے طلاق لوں گی... ہاں سعد... میں اپنے زندگی پورے حق سے جیوں گی۔ خدا کی دی گئی اس نعمت کو کسی کی بھینٹ نہیں چڑھنے دوں گی۔ اپنی نئی راہ تلاش کروں گی، مگر تمہارے لیے نہیں سعد... نہ تمہارے ساتھ میں طلاق لوں گی، مگر تمہاری اور تانیہ کی شادی کے بعد... اب بتاؤ... پوری کرو گے میری خوشی۔" وہ سوال بن کے میرے سامنے کھڑی تھی۔ ایک مشکل سوال۔

"ہنی۔" میں اذیت سے کراہ اٹھا۔

"بہت محبت کرتے ہو نا مجھ سے؟" وہ مجھے اور میری محبت کو کسوٹی پہ پرکھ رہی تھی۔

"تو دو مجھے میری خوشی؟" اب میں اسے خالی ہاتھ کیسے لوٹاتا۔ بھلے مجھے خود عمر بھر خالی ہاتھ رہنا ہوتا۔ میں سر جھکائے پلٹ گیا۔ چپ چاپ... میری چپ اب بھی نہ ٹوٹی۔ جب وہ سالار کے ساتھ جا رہی تھی اور ساری حویلی اسے دعاؤں تلے رخصت کرنے باہر تک آئی۔ میں یونہی پتھرائی آنکھوں سے اسے جاتے دیکھتا رہا۔ میری چپ تب بھی نہ ٹوٹی جب تانیہ مجھے آخری لمحے تک اسے روکنے کے لیے اکساتی رہی۔

"ام ہانی کے جانے سے کتنی اداسی ہو رہی ہے پوری حویلی میں۔" اسے رخصت کرنے کے بعد اندر آتے ہوئے مہ پارہ پھوپھو نے خالہ بتول سے کہا۔ میں امی کو دیکھنے لگا... واحد وہ تھیں جو اس کے جانے سے بے حد شانت نظر آ رہی تھیں۔

"سوگ کا ماحول تو ویسے بھی رہے گا ابھی کچھ دن۔" خالہ گھٹنوں پر ہاتھ رکھتے بیٹھتے ہوئے بولیں۔

"آخر ایک جی کم ہوا ہے... موت والا گھر ہے۔"

"ہاں ماحول میں اداسی تو ہو جاتی ہے جب گھر میں کسی کی وفات ہوئی ہو۔" امی کے کہنے پہ میری چپ ٹوٹ گئی۔

"کسی ایک کی نہیں امی... اس گھر میں ایک موت نہیں ہوئی ہے، بہت سی ہوئی ہیں، کس کس کو روئیں گی آپ؟"

☆ ☆ ☆

"ماں ہوں میں اس کی... مگر وہ عرصے سے اپنے دل میں میرے لیے کینہ پالے بیٹھا ہے اور نفرت بھی۔" نائلہ سعد کی بات سے اتنی دکھی ہوئیں کہ ان کے آنسو ہی نہ رک رہے تھے۔

"اولاد کے دل میں نفرت نہیں صرف گلہ ہوتا ہے اور پھر اولاد بھی سعد جیسی... سعد کسی سے نفرت کر ہی نہیں سکتا۔" رضوان نے تسلی دی۔

"کرتا ہے... مجھ سے کرتا ہے۔ اس دن سے کرتا آ رہا ہے جب میں نے اس کی مرضی جانتے ہوئے بھی ام ہانی کو... مگر رضوان... میں اس کی ماں ہوں، دشمن نہیں نہ میں تب اس کا برا چاہتی تھی نہ اب۔"

"اب اس بات کا کیا ذکر؟" وہ الجھ گئے۔

"ام ہانی بھی اپنے گھر گئی... سعد کی زندگی میں بھی تانیہ ہے پھر یہ بے وقت کی راگنی کیوں؟"

"یہ بے وقت کی راگنی نہیں ہے۔ یہ وہ خطرے کی گھنٹی ہے جو میں نے اسی وقت بھانپ لی تھی جب سعد ہانی کو یہاں لایا تھا۔ نہ تین سال پہلے میرے اندازے غلط تھے نہ اب... مجھے بتائیے کیا میں نے ام ہانی کو واپس اس کے شوہر کے پاس جانے کا کہہ کر غلط کیا؟ کیا آپ سات سمندر پار سے آئے اس شخص سے آنکھ ملا پاتے کہ اب آپ کا بیٹا، اس کی بیٹی سے شادی کیوں نہیں کرنا چاہتا؟" رضوان پہ حیرت کے پہاڑ

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

ٹوٹ پڑے۔
"یہ تم کیا کہہ رہی ہو نائلہ۔۔۔ کیا سعد اب بھی؟ مگر۔۔۔ مگر ام ہانی تو اپنی خوشی سے واپس گئی ہے۔"
"یہی تو میں کہہ رہی ہوں کہ اس نے عقلمندی کا ثبوت دیا ہے' لیکن سعد اس کا الزام بھی مجھے دے رہا ہے۔ اپنی ماں کو۔" ☆ ☆ ☆

"تم نے اسے جانے کیسے دیا سعد؟" تانیہ مجھ سے جرح کر رہی تھی۔
"وہ نہیں سمجھتی تانیہ کچھ نہیں سمجھتی اسے لگتا ہے میری خوشیاں اس سے دور رہنے میں ہیں۔ وہ مجھے وعدے میں باندھ گئی ہے کہ میں تم سے ہی شادی کروں۔"
"اور تم یہ وعدہ نبھاؤ گے؟" وہ طنز سے پوچھنے لگی۔
"ہاں۔" میں نے شرمندگی سے کہا۔
"کیوں کہ میں ہمیشہ سے اس کے وعدوں میں بندھا ہوا ہوں۔"
"مگر مجھے کسی بندھے ہوئے انسان سے شادی نہیں کرنی۔" تانیہ نے بھی اپنا فیصلہ سنا دیا۔ دو ٹوک فیصلہ۔
"وعدہ تم نے کیا سعد۔۔۔ میں نے نہیں۔۔۔ جاؤ۔۔۔ جا کے اسے بتا دو سعد۔۔۔ کہ تانیہ نے خود ایک کمزور شخص سے شادی کرنے سے انکار کر دیا ہے۔"
"میں کمزور نہیں ہوں تانیہ۔" میں نے احتجاج کیا۔
"میں صرف بے بس ہوں۔"
"سعد۔۔۔ میں صرف ہانی کی خوشی کے لیے تم سے رشتہ کیسے جوڑ لوں' اس بے بس انسان سے جو اس لڑکی کے لیے کچھ نہ کر سکا جس سے اسے محبت تھی' تو میرے لیے وہ شخص کیا کرے گا۔ مجھ سے تو اسے محبت تک نہیں ہے۔" ☆ ☆ ☆

اسے کمرے میں لانے کے بعد سالار نے پہلا سوال کیا۔ اسے سنبھلنے کا موقع دیے بغیر۔
"میرے ایک سوال کا جواب سچ سچ دینا ام ہانی۔۔۔ تمہارے گھر والوں نے مجھ سے جو طلاق کا مطالبہ کیا تھا کیا تمہاری اجازت اور مشورے سے کیا تھا یا تمہاری لاعلمی میں؟" وہ خوف کے عالم میں اب بیٹھے اسے دیکھتی رہی۔
"میں جانتا ہوں تم اس بارے میں بالکل بے خبر ہو گی۔ تمہیں کچھ نہیں بتایا ہو گا کسی نے۔" اب وہ لہجہ قدرے نرم کیے اس کی جانب بڑھ رہا تھا۔ اور وہ قدم بہ قدم پیچھے سرک رہی تھی۔ سالار کا نرم لہجہ اسے مزید خوف میں مبتلا کرتا تھا۔
"تم کیسے مجھ سے علیحدہ ہونے کا سوچ سکتی ہو۔۔۔ کیسے طلاق کی بات کر سکتی ہو۔ جانتا ہوں میں۔۔۔ یہ سب ان لوگوں کی چال تھی بس میں تمہارے منہ سے سننا چاہتا ہوں۔"
"نہیں۔" شدید خوف اور دہشت کے عالم میں بھی وہ خود کو سچ بولنے سے روک نہ سکی۔ مصلحت میں بھی جھوٹ بولنے پہ آمادہ نہ ہو سکی۔
"کسی نے کوئی چال نہیں چلی۔ میری رضامندی کے بعد ہی انہوں نے آپ سے طلاق۔۔۔" اس کی بات پوری ہونے سے پہلے ہی سالار نے ایک زوردار طمانچہ اسے دے مارا۔
"تم نے؟ تم نے خود۔۔۔؟" وہ آپے سے باہر ہو کے زور سے چیخا۔
"تم نے مجھ سے طلاق لینا چاہی۔۔۔؟ طلاق۔۔۔؟ تم جانتی ہو یہ لفظ میرے کانوں کے لیے زہر ہے۔ میری روح پہ لگا گھاؤ ہے یہ منحوس لفظ۔" اس نے پاؤں کی ٹھوکر سے قد آدم لیمپ گرا دیا جس کے زوردار چھناکے کی آواز رات کے اس پہر کے سناٹے میں گونج اٹھی۔
"تم ایک ناشکری عورت ہو۔ طلاق چاہیے تمہیں؟ ان عورتوں سے پوچھو جن کو بن مانگے ملتی ہیں طلاقیں۔ ہر روز۔۔۔ ہر رات۔ اور تم خود چاہتی ہو؟ تم جانتی بھی ہو طلاق کیا ہوتی ہے؟" ام ہانی جو اس کے جھپٹ سے بیڈ پہ اوندھی جا گری تھی اور وہیں سسک رہی تھی۔ سالار نے اسے بالوں سے پکڑ کے اٹھایا اور گھسیٹتے کے بیڈ سے اتارنے لگا۔
"تم نے کبھی وہ عورتیں دیکھی بھی ہیں؟ جس کے

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

منہ پہ تھپڑ کی طرح لگتی ہے طلاق؟"

"سالار... دروازہ کھولو... سالار۔" اماں مسلسل بند دروازے پہ دستک دے رہی تھیں۔

"سالار... مت کرو ایسا' دیکھو وہ واپس آگئی ہے تمہارے پاس... تم اسے چاہتے ہو نا' وہ تمہارے لیے لوٹی ہے قدر کرو اس کی سالار۔"

"چلی جائیں یہاں سے۔" وہ دہاڑا۔

"ورنہ میں آپ کو خود دھکے دے کر اس گھر سے نکال دوں گا۔"

"تم ایسا نہیں کرسکتے۔" ان کی دستک نہیں رک رہی تھی۔

"کرسکتا ہوں... کاش آپ کے ساتھ بہت پہلے ایسا ہوا ہوتا... آپ کو دھکے دے کر۔ بے عزت کر کے نکالا گیا ہوتا تاکہ میری عزت تو میرے اندر زندہ رہتی... چلی جائیں۔" نجانے اس کی اس بات میں ایسا کیا تھا کہ اماں کے ہاتھ رک گئے۔ ایک خاموشی چھا گئی۔ جس میں صرف ہانی کی سسکیاں تھیں جس کے بال ابھی بھی سالار کی مٹھی میں جکڑے ہوئے تھے۔ دروازے کے اس پار اماں کے واپس جانے کا اطمینان ہونے کے بعد سالار نے آہستہ سے اس کے بال اپنی گرفت سے آزاد کیے اور نرمی سے کہنے لگا۔

"میں جانتا ہوں۔ تم جھوٹ کہہ رہی ہو۔ مجھے ستا رہی ہو۔ یہ بھی تمہاری ایک ادا ہے۔ ستانا... مجھ سے ناراض ہونا اس لیے جان بوجھ کے مجھے تڑپانے اور میرا دل جلانے کے لیے ایسا کہہ رہی ہو تم تو مجھ سے الگ ہونے کا سوچ ہی نہیں سکتی۔ تم مانگ ہی نہیں سکتی مجھ سے طلاق۔"

"نہیں... یہ جھوٹ نہیں ہے۔" انجام سے باخبر ہونے کے باوجود وہ حوصلے سے سچ پہ سچ کہتی جا رہی تھی۔

"میں نے چاہا تھا کہ آپ سے الگ ہو جاؤں اور میں دوبارہ ایسا چاہوں گی اگر آپ میری ساتھ ایسے ہی پیش آتے رہے۔ میں نے آپ کو ایک موقع دیا ہے اور خود کو بھی' میں واقعی اچھی نیت سے آپ کے ساتھ رشتہ نبھانے واپس آئی ہوں' لیکن یہ رشتہ آپ کو بھی نبھانا ہوگا۔ ورنہ میں پہلے کی طرح خاموشی سے آپ کے ظلم کا نشانہ نہیں بنوں گی سالار۔" نجانے کہاں سے اتنی ہمت لا کے وہ یہ سب کہہ گئی' مگر سالار کی ہمت جواب دیتی جا رہی تھی۔

"اگر آپ نے دوبارہ مجھ پہ ہاتھ اٹھایا تو میں..." اس نے اتنا ہی کہا تھا کہ سالار نے اس پہ تھپڑوں کی بوچھاڑ کر دی۔

"لو... اٹھایا میں نے تم پہ ہاتھ... بار بار اٹھاؤں گا۔ کیا کرلو گی تم؟ پھر سے مانگو گی طلاق... مانگو... میں نہیں دوں گا۔ مر جاؤں گا' مگر طلاق نہیں دوں گا اور نہ تمہاری کسی دھونس میں آؤں گا۔ تم میرے ساتھ بھی رہو گی اور ویسے ہی جیسے میں چاہوں گا۔"

☼ ☼ ☼

نائلہ اسلم صاحب کی بات سن کے حیران تھی۔

"اچانک جانے کا فیصلہ؟ مگر کیوں؟" رضوان بھی کچھ سمجھ نہیں پا رہے تھے۔

"دادا جی کے جانے کی وجہ سے ابھی ہم شادی کی تقریب بے شک نہیں کرسکتے' لیکن آپ' ایسے یہ کام ادھورا چھوڑ کے کیسے جاسکتے ہیں جس کے لیے آئے ہیں۔"

"ٹھیک ہی تو کہہ رہے ہیں رضوان اور پھر ہم سادگی سے فی الحال نکاح تو کر ہی سکتے ہیں۔" نائلہ کی بے تابی عروج پہ تھی۔ اور اسلم صاحب بے بسی سے تانیہ کو دیکھ کے رہ گئے جو انہیں وضاحتیں پیش کرنے کے لیے تنہا چھوڑ کے اب لاتعلق بیٹھی تھی۔ آخر انہوں نے ہچکچا کے کہا۔

"دراصل ایک تو میری مصروفیات اور دوسرا تانیہ بھی..." اتنا کہہ کر وہ پھر سے تانیہ کو دیکھنے لگے۔ اکلوتی' لاڈلی بیٹی نے کس مشکل میں ڈال دیا تھا۔

"مجھے احساس ہے آپ کی مصروفیات کا' مگر نائلہ کا کہنا بھی درست ہے ہم ہفتہ کے اندر اندر سادگی سے نکاح کر دیتے ہیں۔" رضوان صاحب نے حل نکالنا

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

چاہا۔

"یہ تو ایک فریضہ ہے اور رسومات محض دل کی خوشی ظاہر کرنے کا ذریعہ... ضروری نہیں یہ کام دھوم دھڑکے سے ہی ہو۔"

"انکل... دراصل میں نے یونیورسٹی میں ایڈمیشن لے لیا ہے۔" تانیہ کو زبان ہلانی ہی پڑی۔

"میں آگے پڑھنا چاہتی ہوں اور اگلے دو سال میرے پاس شادی کے لیے بالکل بھی وقت نہیں ہے۔" اس کی بات پہ نائلہ اور رضوان ایک دوسرے کو دیکھ کے رہ گئے' جب کہ اسلم صاحب نے ایک گہری سانس لی۔ ان کے بس میں جتنا تھا وہ تانیہ کو سمجھانے کی کوشش کر چکے تھے اور اب بیٹی کی عجیب و غریب ضد کے سامنے ہتھیار بھی ڈال چکے تھے۔

"تانیہ... بیٹا... یہ اچانک..." رضوان ہکا بکا تھے سمجھ نہ آرہا تھا کہ کیا کہیں۔

"اسلم صاحب... آپ ہی کچھ کہیں یہ کیا ہے؟"

"میں نے تانیہ کا ہر معاملہ ہمیشہ اس پہ چھوڑا ہے۔ سعد سے شادی کرنا چاہتی تھی وہ... میں مان گیا... اب وہ اپنی اسٹڈیز اور کیریئر پہ توجہ دینا چاہتی ہے' میں اس کی اس خوشی میں بھی خوش ہوں۔"

"یہ کیا بات ہوئی؟" نائلہ بگڑ گئیں۔

"بیٹھے بٹھائے پڑھائی کا بھوت... کل تک تو مہندی لگوا رہی تھی ہاتھوں میں... وہ بھی خوشی خوشی... سعد کو آنے دو... اس سے پوچھتی ہوں' ضرور دونوں میں کوئی کھٹ پھٹ ہوئی ہوگی۔"

رضوان کو بھی نائلہ کا قیاس درست لگا۔

"بالکل یہی بات ہوگی آج کل کے بچے جذباتی اور جلد باز ہیں۔ فوری فیصلے لے لیتے ہیں ہم بڑوں کو بات سنبھالنی چاہیے بجائے ان کے سامنے ہتھیار ڈالنے کے۔"

"پلیز انکل... ٹرائی ٹو انڈر اسٹینڈ (سمجھنے کی کوشش کریں)... فی الحال یہی ہم سب کے لیے بہتر ہے اور اس کے علاوہ مجھے ایک اور بھی بہت ضروری بات کرنی ہے۔"

"اب اور کیا رہ گیا ہے کہنے کو؟ وہ بھی بتا دو۔" نائلہ کا موڈ سخت برہم ہو چکا تھا۔

"ڈیڈ کا میرے اور میرا ڈیڈ کے علاوہ اس دنیا میں کوئی اور نہیں ہے جیسے وہ ہمیشہ میری ذمہ داریاں نبھاتے آئے ہیں ایسے ہی آج میں ان کی جانب سے آپ سے کچھ مانگنا چاہتی ہوں۔"

"کہو بیٹا۔"

"میں ڈیڈ کا پروپوزل آپ کے سامنے رکھ رہی ہوں رضوان انکل... مہ پارہ پھوپھو کے لیے۔" یہ دوسرا بم تھا جو تانیہ نے ان سب کے سر پہ پھوڑا تھا۔

☆ ☆ ☆

میں جانتا تھا نیچے کیا ہو رہا ہے۔ کون سی بحث چل رہی ہے' مگر میں اکیلا... لاتعلق... الگ تھلگ چھت پر کھڑا تھا جو کچھ تانیہ کر رہی تھی میں اسے روک نہیں سکتا تھا اور روکتا بھی کیوں... وہ انجانے میں مجھے اس عہد پہ عمل کرنے سے بچا ہی تو رہی تھی جس عہد میں ہنی مجھے نہ چاہتے ہوئے باندھ گئی تھی۔

"تو یہاں ہے؟" علی پھر سے آدھمکا۔

"میں تجھے قبرستان تک ڈھونڈنے چلا گیا۔ آنٹی بتا رہی تھیں تم وہاں بڑے دادا کی قبر پہ فاتحہ پڑھنے گئے ہو۔"

"پڑھ لی... پھر یہاں آگیا۔" میں نے کان لگا کے کچھ سننے کی کوشش کی' مگر بانسری کی آواز کہیں نہیں تھی۔

"ہر قبر کا حق ہے کہ اس پہ فاتحہ پڑھی جائے۔ کچھ قبریں دل کے اندر بھی ہوتی ہیں علی' مگر ان پہ پڑی مٹی اور جلتی ہوئی اگر بتیاں کسی کو نظر نہیں آتیں۔"

"سعد... تو..." علی کچھ کہنا چاہتا تھا یا سمجھانا' مگر پھر اچھا ہوا کہ اس نے خود ہی ارادہ ترک کر دیا۔

"تجھے پتا ہے نیچے تانیہ نے کیا شوشا چھوڑا ہے؟"

☆ ☆ ☆

"اس میں حیرت والی کیا بات ہے؟ میں چاہتی ہوں کہ ڈیڈ اب کم از کم اپنی باقی کی زندگی اکیلے نہ گزاریں

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY

میری خاطر انہوں نے بہت وقت سزا کی طرح کاٹ لیا اور آج سے نہیں' میں ہمیشہ سے یہ چاہتی تھی اب کہیں جا کے وہ رضا مند ہوئے ہیں۔" اسلم صاحب اپنی فطرت کے برخلاف بیٹی کی بے موقع بات سے بڑے شرمندہ' شرمندہ سے لگ رہے تھے۔

"تانیہ۔۔۔ میرا خیال ہے یہ موقع ایسی باتوں کے لیے مناسب نہیں ہے۔"

"کیوں نہیں ہے ڈیڈ؟ جب میری شادی کی بات ہو سکتی ہے تو آپ کی کیوں نہیں؟"

"تمہاری اور سعد کی شادی کی بات میں اور اس بات میں بہت فرق ہے تانیہ۔" میں اندر داخل ہوا تو امی ناگواری سے کہہ رہی تھیں۔

"تم کم عمر ہو۔ ہماری روایات اور معاشرتی اقدار سے واقف نہیں ہو' لیکن پھر بھی مجھے تم سے اتنی بچکانہ بات کی امید نہیں تھی اور اسلم صاحب۔۔۔ آپ تو خاصے سمجھ دار ہیں آپ بھی؟ کیا کچھ سال ملک سے دور رہنے کے بعد آپ یہاں کی اقدار بھی بھول گئے؟۔"

"میں معذرت خواہ ہوں' میں نے تانیہ کو سمجھایا تھا۔۔۔ مگر۔۔۔" ان کی معذرت پہ تانیہ الجھ پڑی۔

"کیوں ڈیڈ؟ آپ کیوں شرمندہ ہو رہے ہیں؟ کوئی غلط بات نہیں کی ہم نے اور آنٹی۔۔۔ کیا ہماری روایات میں گھر بنانا' سیٹل ہونا یا نکاح کرنا شامل نہیں ہے؟"

"ہر بات کا ایک وقت ہوتا ہے؟" امی لاجواب ہونے کے بعد بھی چپ نہیں رہیں اور ابو کو بھی آنکھوں سے اشارہ کیا۔

"تانیہ بیٹا۔۔۔ نائلہ ٹھیک کہہ رہی ہے۔ یہ بات واقعی بہت عجیب ہے۔"

"کیا عجیب ہے اس میں؟" میں نے آگے بڑھ کے تانیہ کا ساتھ دیا۔

"کیا یہ کہ انکل ایک جوان بیٹی کے باپ ہیں؟ یا یہ کہ مہ پارہ پھوپھو کی عمر زیادہ ہو چکی ہے؟ تو کیا زندگی پہ دونوں کا حق نہیں رہا؟"

"تم چپ رہو سعد۔۔۔ میں مزید اس بارے میں کوئی بات نہیں کرنا چاہتی' لوگ کیا کہیں گے کہ بھتیجے کے ہونے والے سسر کو پھوپھی نے۔۔۔ نہیں نہیں۔۔۔ بہت جگ ہنسائی ہوگی۔"

"پھر سے وہی جگ ہنسائی کا خوف۔۔۔ پھر سے لوگوں کی باتوں کا ڈر۔۔۔ ایک بار پھر دنیا کی خاطر جیتے جاگتے انسانوں کی قربانی۔ کب تک چلے گا یہ؟۔" اب میں اسلم انکل کے سامنے جا کھڑا ہوا۔

"آپ پھوپھو سے شادی کرنا چاہتے ہیں؟"

"سعد۔۔۔" ابو نے مجھے ٹوکنا چاہا۔

"پلیز ابو۔۔۔ مجھے بات کرنے دیں۔ آپ خود ہی تو کہتے ہیں کہ میں اب بڑا ہو گیا ہوں اور مجھے اپنی ذمے داریوں کا احساس ہونا چاہیے۔ پھوپھو بھی میری ذمے داری ہیں۔ بتائیے انکل۔۔۔ آپ خوش رکھ سکیں گے انہیں؟ نبھا سکیں گے یہ تعلق؟"

"آف کورس۔۔۔ یقیناً"۔۔۔" انہوں نے پورے اعتماد کے ساتھ کہا۔

"ٹھیک ہے۔۔۔ میں پھوپھو سے پوچھ کے آپ کو جواب دے دوں گا۔ ان کی مرضی اہم ہے۔ ہم سب کی مرضی سے زیادہ۔"

"سعد۔۔۔ یہ تم کیا کر رہے ہو؟ تمہیں کچھ احساس بھی ہے؟" امی نے غصے سے گھورا۔

"اور کیا آپ کو احساس ہے کہ اس حویلی کی اونچی دیواروں کے اندر کتنے بین چھپے ہیں؟ کتنی سسکیاں گونجتی ہیں؟ پھوپھو کو پورا حق ہے اپنی زندگی میں رنگ بھرنے کا۔ کوئی ان کو بھی ماں کہہ کر پکارنے والا ہو۔ ان کا بھی کوئی گھر ہو۔"

"سعد ٹھیک کہہ رہا ہے نائلہ۔۔۔ اس نے میرے اندر بھی شعور بے دار کر دیا ہے۔ میں اختیار ہوتے ہوئے بھی اسے استعمال نہ کر سکا۔ ان پرانی روایتوں اور اصولوں کو توڑ سکتا تھا' میں۔۔۔ مگر۔۔۔ خیر۔۔۔ دیر آید درست آید۔۔۔ اس کا سہرا نئی نسل کو ہی جاتا تھا۔"

(باقی آئندہ شمارے میں ملاحظہ فرمائیں)

☆ ☆

Downloaded From
Paksociety.com

READING Section
WWW.PAKSOCIETY.COM
RSPK.PAKSOCIETY.COM
ONLINE LIBRARY FOR PAKISTAN
PAKSOCIETY1 PAKSOCIETY